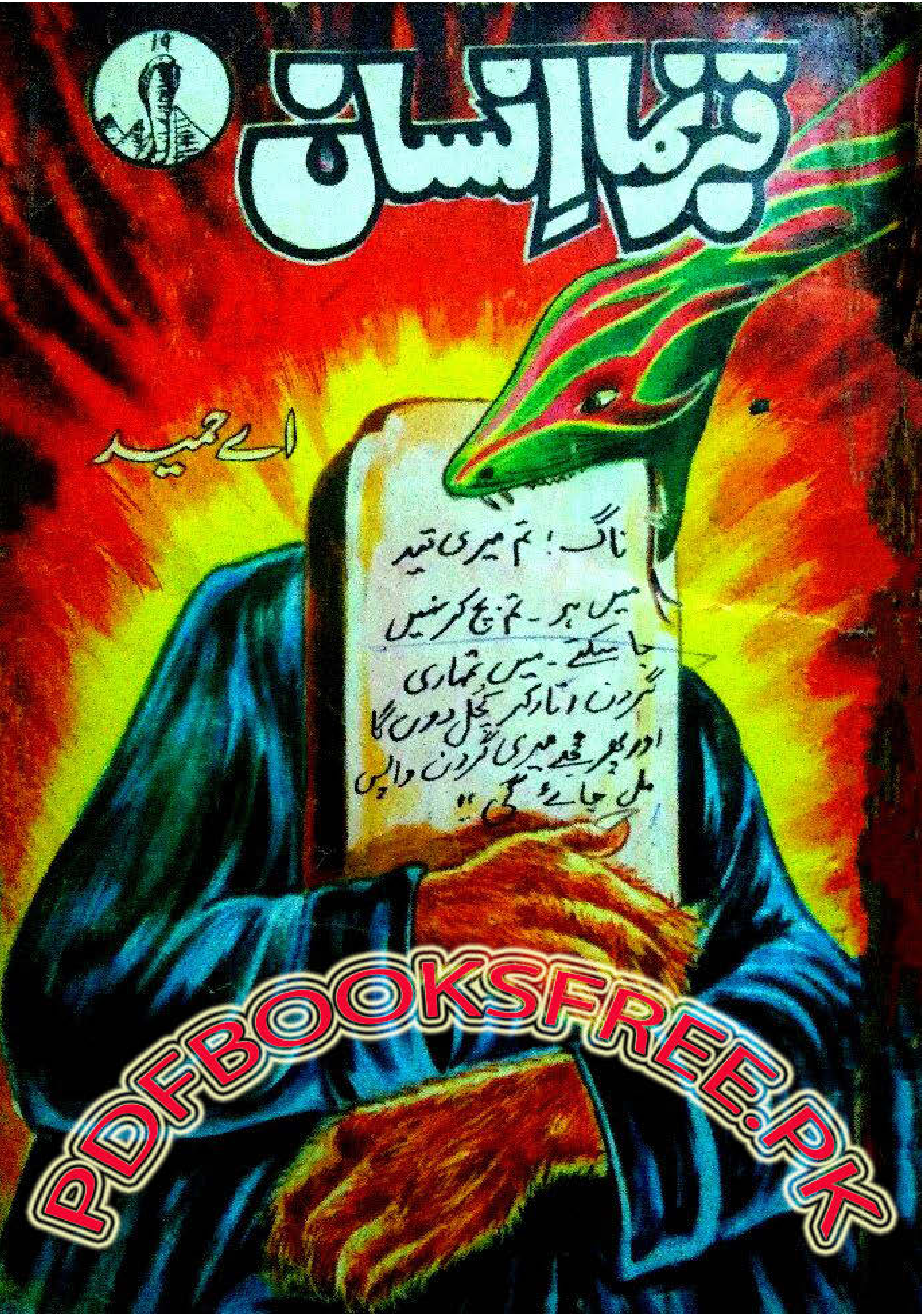
۱۹
قیما انسان
اے حمید
ناگ! تم میری قید
میں ہو۔ تم بچ کر نہیں
جا سکتے۔ میں تمہاری
گردن اتار کر نگل دوں گا
اور پھر مجھے میری گردن واپس
مل جائے گی"
PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK
Scan by
Muhammad Arshad

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

قبر نما انسان

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب و پیشکش
محمد ارشد

ترتیب

- پراسرار صندوق
- قبر میں آجاؤ
- آتش فشاں پھٹ پڑا۔
- تابوت کھل گیا۔
- قبر نما انسان

پُراسرار صندوق

سرنگ کے تنگ راستے میں اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔

ناگ ایک کالے سانپ کی شکل میں جن دانش محل کے سب سے نیچے تہ خانے کی طرف رینگ رہا تھا۔۔۔ اس تہ خانے میں ایک لوہے کا پراسرار صندوق تھا۔۔۔ یہ تہ خانہ جن دانش محل کے بوڑھے جادوگر جن دانش کا تھا۔ لوہے کے پراسرار صندوق میں ایک ہزار برس پرانے مردے کی کھوپڑی پڑی تھی۔۔۔ اس کھوپڑی میں جادوگر کی ساری طاقت تھی۔۔۔ جوگی بابا نے ناگ سے کہا تھا کہ اگر وہ کسی طریقے سے اس کھوپڑی کو دو ٹکڑے کر دے۔۔۔ تو جادوگر جن دانش کا آسیب ٹوٹ جائے گا۔۔۔ عنبر اور ماریا پھر سے انسان بن جائیں گے۔۔۔

ناگ سانپ کے روپ میں اس خفیہ راستے کے ذریعے تہ خانے کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔ سرنگ میں آگے جاکر پانی آگیا۔۔۔ ناگ دیوار پر چڑھ کر رینگنے لگا۔۔۔ پانی بڑھتا چلا گیا۔۔۔ پھر ایسا شور سنائی دیا جیسے پانی کسی اونچی جگہ سے پتھروں پر گر رہا ہے۔۔۔ ناگ چونکہ سانپ کی شکل میں تھا۔۔۔ اس لیے وہ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا۔۔۔ کیونکہ سانپ اندھیرے میں دیکھ لیا کرتے ہیں۔۔۔ ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے دیکھا کہ سرنگ کا پانی ایک جگہ پانچ فٹ نیچے ایک باولی میں پتھروں پر گر رہا ہے اور اس سے بڑا شور پیدا ہو رہا ہے۔۔ یہ جگہ اتنی تنگ تھی کہ وہاں سے کوئی انسان نہیں گزر سکتا تھا۔۔

ناگ چھت کے ساتھ چمٹ گیا اور آہستہ آہستہ آگے رینگتا باؤلی سے آگے نکل گیا۔۔ آگے چھت نیچے کو جانے لگی۔۔ ناگ بھی چھت کی ڈھلان کے ساتھ ساتھ نیچے آگیا۔۔ چھت کا کنارا ایک دروازے پر جا کر ختم ہوگیا۔۔ پانی کا بہاؤ یہاں سے دوسری طرف مڑ گیا تھا۔۔ خدا جانے یہ پانی آگے جا کر کہاں گرتا تھا۔

یہ بہت ہی پرانا اور بڑا مضبوط دروازہ تھا۔۔ جس کے دونوں پٹ آدھے آدھے زمین میں دھنسے ہوئے تھے۔۔ ناگ انسان کی شکل میں یہاں زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔۔ کیونکہ یہاں آکسیجن بہت ہی کم تھی اور کوئی انسان دو تین منٹ سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔ کیونکہ سانپ کم سے کم آکسیجن میں بھی زندہ رہ سکتا ہے۔۔ اس لیے ناگ کو کوئی تکلیف نہیں ہو رہی تھی۔۔

اس نے زمین میں دھنسے ہوئے دروازے کے اوپر رینگ کر دیکھا کہ کہیں سے اندر جانے کو کوئی راستہ ہے کہ نہیں۔۔ دروازے پر زنگ کی موٹی تہہ چڑھی ہوئی تھی۔۔ ناگ ابھی اندر جانے کی کوئی ترکیب تلاش ہی کر رہا تھا کہ اسے پانی میں شڑاپ شڑاپ کی آواز آئی جیسے کوئی پانی میں چلا آرہا ہو۔۔ ناگ دروازے سے نیچے اتر آیا اور چھت کے ساتھ

چمٹ گیا۔۔ اس نے دیکھا کہ جدھر پانی کا ریلا ایک چھوٹی ندی کی طرح بہ رہا ادھر سے ایک چھوٹی سی کشتی چلی آرہی تھی۔۔ ناگ چھت کے کونے میں چھپ کر غور سے دیکھنے لگا۔۔

اس کشتی میں بن مانس جادوگر بیٹھا چپو چلاتا آرہا تھا۔ دروازے کے قریب آکر وہ کشتی سے اتر گیا۔۔ اس کا سر چھت کو چھو رہا تھا۔ بن مانس کو وہ جھک کر سرنگ میں چل رہا تھا۔۔ اس نے دروازے میں ایک جگہ ہاتھ ڈال کر کسی شے کو باہر کھینچا۔۔ بند دروازے میں ایک جگہ سے کھڑکی کھل گئی بن مانس جادوگر اس کے اندر داخل ہوگیا۔۔

ناگ نے بھی بڑی پھرتی دکھائی اور چھت پر سے اتر کر اندھیرے میں ہی وہ بھی کھڑکی کے اندر چلا گیا۔۔ بن مانس جادوگر کو خبر نہ ہو سکی۔۔ بن مانس جادوگر نے دوسری طرف آکر کھڑکی بند کر دی۔۔ یہاں بھی اندھیرا تھا۔۔ ناگ نے اندھیرے میں دیکھا کہ دونوں جانب دیواروں میں اینٹوں کی جگہ بن مانسوں کی کھوپڑیاں چنی ہوئی ہیں۔۔ گویا یہ کھوپڑیوں کی دیوار تھی۔۔ بن مانس جادوگر جھکا جھکا آگے بڑھتا چلا گیا۔۔ آگے ایک تہہ خانہ آگیا۔۔ یہاں کونے میں لوہے کے تابوت کے سائز کا ایک صندوق پڑا تھا۔۔

ناگ فوراً سمجھ گیا کہ یہی وہ صندوق ہے۔۔ جس کے اندر مردے کی کھوپڑی ہے اور جسے توڑنے سے بن مانس جادوگر کے جادو کی طاقت ختم ہو جائے گی۔۔ وہ دیوار کے ساتھ لگا اندھیرے میں آہستہ آہستہ آگے رینگ رہا تھا۔۔ اچانک بن مانس جادوگر چلتے چلتے رک گیا۔۔ اس نے گھوم کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنے پیچھے دیکھا — پھر اپنے چوڑے نتھنے پھلا کر دو تین بار زور زور سے سانس لیا — شاید اسے شک پڑ گیا تھا کہ تہ خانے میں کوئی اور بھی موجود ہے۔ لیکن وہ ناگ کو نہ دیکھ سکا —

نتھنے پھلا پھلا کر سکیڑتے ہوئے بن مانس صندوق کی طرف آ گیا — لوہے کے صندوق کے اوپر ایک بڑی موم بتی رکھی تھی — بن مانس جادوگر نے موم بتی کو دو پتھر رگڑ کر روشن کیا — اس کی ہلکی روشنی تہ خانے میں پھیل گئی۔ ناگ کو خطرہ لگا کہ کہیں بن مانس جادوگر اسے دیکھ نہ لے — اس دیوار میں بھی بن مانسوں کی کھوپڑیاں لگی ہوئی تھیں —

ناگ ایک کھوپڑی کے اندر جا کر چھپ گیا اور کھوپڑی کی آنکھ میں سے منہ باہر نکالے دیکھنے لگا — بن مانس جادوگر نے موم بتی اٹھا کر ایک پتھر پر رکھی۔ اور لوہے کے پراسرار صندوق کے سامنے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا — اس نے اپنے دونوں بازو اٹھا کر سر کے اوپر کر لیے اور حلق سے عجیب عجیب قسم کی آوازیں نکالنے لگا — ناگ کھوپڑی کے اندر بیٹھا یہ سارا تماشا دیکھ رہا تھا — بن مانس جادوگر ایک دم خاموش ہو گیا اور گردن جھکا کر پراسرار صندوق کو غور سے دیکھنے لگا —

صندوق آہستہ آہستہ ہلنے لگا — پھر اس کا ڈھکنا کھل گیا — اس کے اندر سے تیز روشنی باہر نکلی اور ایک انسانی کھوپڑی اپنے آپ ہوا میں بلند ہو کر بن مانس کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو گئی — بن مانس نے کھوپڑی کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا اور پھر وہ ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر حلق سے ایک عجیب چیخ کی

آواز نکالی — ایک بار تو ناگ بھی دیوار کی کھوپڑی میں بیٹھا بیٹھا کانپ گیا — [illegible] نہ جانتا تھا کہ یہ عجیب و غریب بن مانس جادوگر کس قسم کا جادو کر رہا تھا — پھر کھوپڑی میں سے ایک انسان کی منمنی سی آواز نکلی — آواز کسی ایسے انسان کی لگتی تھی جو کسی گہرے کنویں کے اندر سے بول رہا ہو اور بڑی تکلیف میں ہو — اس آواز کے الفاظ کوئی نہیں تھے — صرف آواز ہی آواز تھی، مگر ناگ اس آواز کے معنی سمجھ گیا — وہ آواز بن مانسوں کو خبردار کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی:

"ہوشیار، تمہارا انجام قریب ہے — اس تہ خانے میں تمہارا قاتل پہنچ گیا ہے"

بن مانس جادوگر چونک پڑا — اس نے اٹھ کر چاروں طرف دیکھا — پھر غراتا ہوا کھوپڑی کی طرف دیکھ کر بولا:

"کہاں ہے میرا قاتل؟ کون ہے میرا قاتل؟ یہاں تک تو کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا۔"

کھوپڑی کی منمنی آواز پھر سنائی دی:

"وہ اسی تہ خانے میں ہے — مجھے اس کے سانس لینے کی آواز آ رہی ہے — مجھے اس کی بو آ رہی ہے"

بن مانس جادوگر نے چھت کی طرف منہ کر کے پھونک ماری — اس کے منہ سے آگ کا شعلہ نکل کر چھت سے ٹکرایا —

"کہاں ہے میرا دشمن — میں اسے خاک سیاہ کر دوں گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھوپڑی نے کہا:

"میں اسے دیکھ نہیں سکتی۔ اس کی بُو سونگھ سکتی ہوں —— وہ انسان کی شکل میں نہیں ہے۔"

بن مانس نے زور سے زمین پر لات ماری۔ تہ خانے میں جیسے بھونچال سا آگیا ——

"کیا وہ کوئی مجھ سے بھی بڑا جادوگر ہے؟"

کھوپڑی بولی:

"ہاں ہاں، میں ایک ہزار سال پرانی کھوپڑی ہوں —— وہ مجھ سے بھی زیادہ پرانا ہے۔ وہ پانچ ہزار سال سے زندہ ہے۔"

اب تو بن مانس بڑا گھبرایا، کیونکہ اس کا مقابلہ ایک ایسے شخص سے تھا جو اس سے پانچ ہزار سال پہلے کا تھا اور جادو کے زور سے ابھی تک زندہ چلا آرہا تھا ——

بن مانس نے گھبرا کر کھوپڑی کو حکم دیا:

"فوراً صندوق کے اندر چھپ جاؤ۔"

کھوپڑی بڑی خاموشی سے نیچے کو جھکی اور آہستہ آہستہ نیچے صندوق میں اتر گئی —— اس کے غائب ہوتے ہی صندوق کا ڈھکنا اپنے آپ بند ہوگیا ——

بن مانس جادوگر نے موم بتی اٹھا کر تہ خانے میں اپنے دشمن کو تلاش کرنا شروع کر دیا —— ناگ دیوار میں لگی ہوئی ایک کھوپڑی کے اندر چھپا بیٹھا

تھا —— موم بتی کی روشنی میں اس کی سرخ آنکھیں نگینوں کی طرح چمکنے لگیں —— اس کی چمک بن مانس کی آنکھوں میں پڑی تو وہ وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا —— اس نے ناگ کو دیکھ لیا تھا —— وہ سمجھ گیا کہ یہی اس کا دشمن ہے ——

بن مانس نے موم بتی پتھر پر رکھ دی اور سانپ کو گردن سے پکڑ کر کچلنے کے لئے آگے بڑھا —— ناگ بھی ہوشیار ہو چکا تھا —— وہ ایک کھوپڑی سے نکل کر دوسری کھوپڑی میں چلا گیا اور پھر وہاں سے نکل کر اس نے ایک گہرا سانس لیا اور ایک مکڑی بن کر دیوار کے ساتھ چمٹ گیا —— بن مانس نے تہ خانے کا کونا کونا چھان مارا مگر سانپ اسے کہیں دکھائی نہ دیا ——

ناگ مکڑی بنا تہ خانے کی دیوار سے چمٹا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بن مانس کو کس طرح سے ہلاک کرے کیونکہ اسے ہلاک کیے بغیر ناگ صندوق والی کھوپڑی کو نہیں توڑ سکتا تھا اور بن مانس کو ہلاک کرنا بہت مشکل تھا کیونکہ اس نے اپنے اردگرد فوراً جادو کی ایک گول شیشے کی دیوار بنا لی تھی جس کے اندر کوئی شے داخل نہیں ہو سکتی تھی —— یہ گول جادو کی دیوار سوائے سانپ کے کسی کو دکھائی نہیں دے سکتی تھی ——

ناگ نے فیصلہ کیا کہ وہ بن مانس کو ہلاک کرنے کا خیال دل سے نکال کر صندوق کے اندر رکھی کھوپڑی کو توڑنے کی کوشش کرے تاکہ بن مانس کا جادو ٹوٹ جائے اور اس کے گرد شیشے کی اٹھی ہوئی گول دیوار اپنے آپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غائب ہو جاتے۔ پھر وہ بن مانس کو ہلاک کر سکے گا۔ اب سوال یہ تھا کہ لوہے کا صندوق بند تھا۔ اس کے اندر کس طرح سے داخل ہوا جائے؟ بن مانس جادوگر پاگلوں کی طرح تہہ خانے میں ناگ کو ڈھونڈ رہا تھا۔

ناگ مکڑی بنا اوپر چھت کے قریب دیوار سے چپٹا ہوا تھا۔ بن مانس تلاش کرتے کرتے تھک گیا تھا۔ وہ تہہ خانے میں بیٹھ گیا۔ اس کا سانس تیز دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ پھر وہ اٹھا اور دروازے کی کنڈی کھول کر باہر نکل گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اس کے جاتے ہی ناگ دیوار سے نیچے آ گیا۔ فرش پر آتے ہی اس نے سانپ کی شکل اختیار کر لی اور صندوق کو غور سے دیکھنے لگا۔

ناگ نے انسانی شکل میں آ کر صندوق کو کھولنے کی ترکیب پر غور کیا۔ ایک ترکیب اس کے دماغ میں آ گئی تھی۔ ناگ کا دم گھٹنے لگا۔ وہ فوراً ہی ایک بہت زہریلا اور خوفناک سانپ بن گیا۔ اس سانپ میں یہ ایک خاص بات تھی کہ اس کا سانس بے حد گرم تھا اور جب وہ پھونک مارتا تو پتھر بھی گرم ہو کر پگھل جاتے تھے۔

ناگ زہریلا آتشی سانپ بنتے ہی صندوق کے پاس آ گیا۔ اس نے اپنا پھن پھیلا رکھا تھا۔ اپنا منہ صندوق کے اوپر لا کر ناگ نے زور سے پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے آگ کا شعلہ نکل کر صندوق سے ٹکرایا۔ اس شعلے کا رنگ نیلا تھا۔ شعلہ صندوق کے لوہے سے ٹکرایا تو ایک دھماکے کی آواز بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی صندوق پگھل کر چھوٹے ٹکڑے

ہو گیا۔ ہزاروں سال مردے کی کھوپڑی باہر نکل کر ہوا میں لٹک گئی اور عجیب سی آوازیں نکالنے لگی۔ اس کے منہ سے بڑی ڈراؤنی دینے والی آوازیں نکل رہی تھیں۔

ناگ ایک دم سانپ کی شکل سے انسانی شکل میں آ گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر کھوپڑی کو پکڑ کر دبوچ لیا۔ پھر اسے فرش پر رکھ کر اس کے سر پر زور سے مکا مارا۔ کھوپڑی ایک دھماکے کی آواز کے ساتھ ٹکڑے ہو کر ٹوٹ گئی۔ کھوپڑی کے ٹوٹتے ہی تہہ خانے میں چیخوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ بڑی تیز آندھی آ گئی۔ ناگ اڑ کر دیوار کے ساتھ جا لگا۔ تہہ خانے کا دروازہ ٹوٹ کر گر پڑا اور اس کے پیچھے سے شور مچاتا ہوا چیختا چلاتا بن مانس جادوگر اندر آ گیا۔ اس کی گردن آدھی کٹی ہوئی تھی اور اس میں سے خون کے فوارے چھوٹ رہے تھے۔ خدا جانے ایک چھری کیسے اور کہاں سے آ کر اس کی گردن میں کھب گئی تھی۔

بن مانس جادوگر کا جادو ختم ہو چکا تھا۔ مگر اس کی طاقت ویسی ہی تھی۔ اس نے اپنے دشمن ناگ کو انسانی شکل میں دیکھا تو ایک ڈرا دینے والی آواز نکال کر اس کا حملہ کر دیا۔ ناگ بھی چوکس ہو چکا تھا۔ اس نے پھر فوراً سانپ کا روپ بدل لیا اور بن مانس کی طرف بڑھا۔ بن مانس نے سانپ کو اپنے تیز ناخنوں والے پنجوں سے دبوچ لینا چاہا۔

مگر سانپ کا وہ مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ سانپ اپنا پھن اٹھائے لہرا رہا تھا۔ جوں ہی بن مانس نے اسے پکڑ کر ہلاک کرنے کی کوشش کی، سانپ نے ایک پھنکار ماری۔ یہ پھنکار نیلی آگ کی پھنکار تھی۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آگ میں اس قدر گرمی اور تپش تھی کہ دیکھتے دیکھتے بن مانس کے سارے جسم کو آگ لگ گئی ۔۔۔ اس کا جسم دھماکوں کے ساتھ پھٹنے لگا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تہ خانے میں جل بھن کر ختم ہو گیا ۔۔۔

بن مانس جادوگر کا جادو ختم ہو چکا تھا ۔۔۔ تہ خانے کا طلسم بھی ٹوٹ چکا تھا ۔۔ ناگ اب اوپر محل میں جا کر ماریا اور عنبر کی خبر لینا چاہتا تھا ۔۔۔ وہ تہ خانے سے سانپ کی شکل میں باہر نکل کر سرنگ کے اندھیرے راستے میں باہر کی طرف رینگنے لگا۔

باہر آتے ہی اس نے تازہ ہوا میں لمبا سانس لیا اور محل کی دیوار پر سے ہو کر اوپر محل کی چھت پر آ گیا ۔۔ یہاں سے وہ کنوئیں کے اندر اتر گیا تاکہ بڑے ہال کمرے میں پہنچ کر عنبر اور ماریا سے ملاقات کر سکے ۔۔۔

ادھر ماریا اور عنبر کے ساتھ یہ ہوا کہ جوں ہی بن مانس جادوگر کا جادو ختم ہوا، عنبر ایک دم پتھر سے پھر انسان بن گیا ۔۔۔ اس نے انسان بنتے ہی پلٹ کر ماریا کی طرف دیکھا تو اس کا بت اپنی جگہ پر موجود نہیں تھا ۔۔ عنبر سمجھ گیا کہ وہ جادو کے اثر سے نکل کر پھر سے انسان کی شکل میں آ کر غائب ہو چکی ہے ۔۔۔ اس کو ماریا کی خوشبو بھی آنے لگی تھی اس نے آواز دے کر ماریا کو بلایا ۔۔۔

"ماریا تم موجود ہو نا ۔"

"ہاں عنبر، میں تمہارے پاس کھڑی ہوں ۔۔۔ اف میرے خدا، کتنا

بھیانک خواب تھا ۔۔ میں نے دیکھا کہ میں پتھر بن کر ایک دریا کے نیچے ٹھنڈے پانیوں میں پڑی ہوں ۔"

عنبر نے کہا :

"پاگل تم نے خواب نہیں دیکھا ۔۔ ہم دونوں سچ مچ جادو کے زور سے پتھر کے بت بنا دیے گئے تھے ۔۔ خدا جانے کس نے ہمارے جادو کو ختم کر کے ہمیں پھر سے انسان بنا دیا ۔"

اتنے میں ناگ کی تیز بو محسوس ہوئی ۔۔ پھر ناگ انسانی شکل میں سامنے آ کر بولا :

"میں نے کھوپڑی توڑ کر جادو کا اثر ختم کیا اور تم دونوں کو پتھر سے انسان بنایا ہے ۔"

"ناگ بھائی ۔" ماریا خوشی سے چلائی ۔۔

عنبر نے بڑھ کر ناگ کو گلے لگا لیا ۔۔

"ایک مدت بعد تمہیں دیکھ کر دل کو بے حد خوشی ہوتی ہے ۔۔ خدا کی قسم ہم تو تمہاری صورت کو ترس گئے ہیں ۔"

ناگ نے کہا :

"میں بھی ماریا بہن اور تمہارے لیے سخت بے تاب تھا، لیکن اپنی اپنی کہانی کسی فرصت کے وقت بیٹھ کر سنائیں گے ۔۔ اس وقت ہمیں یہاں سے نکلنا چاہیے ۔۔ کیونکہ یہ جگہ میرے اور ماریا کے لیے بڑی خطرناک ہے ۔۔ بن مانسوں کے جادوگر کو میں نے ختم کر دیا ہے ۔۔ اب دوسرے بن مانس ہم پر حملہ کر سکتے ہیں ۔۔ اس لیے جتنی جلدی ہو سکے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں سے نکل چلو۔"

ماریا، عنبر اور ناگ بڑے ہال کمرے سے نکل کر باہر کو بھاگے تو برآمدے سے نکل کر کیا دیکھتے ہیں کہ محل میں چاروں طرف سے بن مانس ہی بن مانس دانت چکچاتے، چیخیں مارتے اپنے بن مانس بادشاہ کے ساتھ ساتھ عنبر اور ناگ کی طرف بڑھ رہے ہیں — ماریا کو تو وہ دیکھ ہی نہیں سکتے تھے، کیونکہ بن مانس جادوگر کے مر جانے سے بن مانس بادشاہ کی جادو کی طاقت بھی ختم ہو گئی تھی اور ان کے لیے بھی ماریا اب غائب تھی۔ ناگ نے عنبر سے کہا:

"میں پرندہ بن کر باہر جاتا ہوں — تم بھی ان درندوں سے نکل کر محل سے باہر نکل آؤ — ماریا، ہم تمہارا محل سے دور جنگل والی ندی پر انتظار کریں گے۔"

اتنے میں بن مانس ان کے ارد گرد آ گئے اور انہوں نے حملہ کر دیا۔ وہ عنبر اور ناگ کی ہڈی پسلی ایک کر دینا چاہتے تھے — ناگ فوراً پرندہ بن کر پھڑپھڑاتا ہوا اڑ گیا — ماریا بن مانسوں کے گھیرے سے نکل کر باہر کو بھاگی — عنبر کو ایک بن مانس نے اٹھا کر زور سے اچھال دیا — عنبر قلابازیاں کھاتا ہوا فرش پر گر پڑا — وہ فوراً اٹھا اور باہر کو لپکا۔ وہ ان بن مانسوں کو مارنا نہیں چاہتا تھا، کیونکہ وہ انہیں ہلاک کیے بغیر بھی باہر جا سکتا تھا — بن مانس اس پر ٹوٹ پڑے۔

عنبر نے ایک بن مانس کو دم سے پکڑ کر اتنے زور سے گھمایا کہ

بن مانس چکرا کر گھومتا ہوا دوسرے بن مانسوں پر گرا اور اس کی دم کٹ کر عنبر کے ہاتھ میں رہ گئی۔ عنبر دروازے کی طرف بھاگا۔ بن مانس اس کی غیر معمولی طاقت کو دیکھ کر حیران سے ہو گئے تھے — وہ ایک طرف کھڑے ٹکٹکی باندھے عنبر کو تک رہے تھے — عنبر محل میں سے باہر نکل گیا —

بن مانس چیختے شور مچاتے اس کے پیچھے بھاگے، مگر وہ عنبر کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے — محل کے باہر ناریل کے درختوں کے جھنڈ پھیلے ہوئے تھے۔ عنبر ان درختوں میں گم ہو گیا — بن مانس جنگل میں پھیل گئے — عنبر درختوں میں سے ہوتا سیدھا اس ندی پر پہنچ گیا جہاں ناگ نے پہنچنے کے لیے کہا تھا —

ندی کا کنارا ویران تھا — وہاں کوئی نہیں تھا۔ اتنے میں ناگ آ گیا — اس نے آتے ہی ماریا کا پوچھا — عنبر نے کہا:

"وہ ابھی تک نہیں آئی — کہیں راستہ نہ بھول گئی ہو۔"

پھر عنبر نے ماریا کو آوازیں دینا شروع کیں — کسی طرف سے ماریا نے کوئی جواب نہ دیا — ناگ نے کہا —

"آؤ، یہاں سے تھوڑے فاصلے پر جوگی بابا کی جھونپڑی ہے، وہاں چلتے ہیں — ماریا ابھی راستے میں ہو گی — اپنے آپ پہنچ جائے گی۔"

ناگ نے عنبر کو ساتھ لیا اور جوگی بابا کے پاس آ گیا۔ اس نے جوگی بابا سے عنبر کا تعارف کروایا تو جوگی بابا نے مسکرا کر کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اور تمہاری بہن ماریا کہاں ہے؟"

ناگ نے کہا:

"کیا آپ میری بہن ماریا کو جانتے ہیں؟"

جوگی بابا بولا:

"بیٹا، میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ کسی کو نظر نہیں آتی، اور یہ بھی جانتا ہوں کہ عنبر مر نہیں سکتا اور تم تینوں دوست پانچ ہزار سال کا واپسی کا سفر کر رہے ہو اور تمہیں پانچ ہزار سال پیچھے مصر کے ملک میں جانا ہے۔"

ناگ اور عنبر دنگ رہ گئے — عنبر نے جوگی بابا کے ہاتھ تھام لیے اور کہا۔

"جوگی بابا، آپ تو سب کچھ جانتے ہیں — اب ہمیں یہ بتائیے کہ ماریا کہاں ہے — وہ ابھی تک کیوں نہیں آئی — کہیں وہ جنگل میں راستہ تو نہیں بھول گئی —"

جوگی بابا نے آنکھیں بند کر لیں اور کہا:

"میں ابھی دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

جوگی بابا آنکھیں بند کر کے خاموش ہو گیا — کچھ دیر تک وہ اسی طرح بیٹھا رہا — پھر اس نے آنکھیں کھولیں — عنبر اور ناگ کو دیکھا اور کہا۔

"بیٹا، یہاں میرا علم بھی جواب دے گیا ہے — مجھے ماریا اس جنگل میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔"

ناگ اور عنبر یہ سن کر پریشان ہو گئے — ناگ نے کہا:

"بابا خدا کے لیے ماریا کے بارے میں کچھ بتائیں — اس کے بغیر ہم آگے سفر نہیں کر سکیں گے۔"

عنبر بولا:

"کہیں اسے بن مانس تو پکڑ کر نہیں لے گئے؟"

جوگی بابا نے کہا:

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا — لیکن ایک بات ہے کہ ماریا کسی کو دکھائی نہیں دیتی — پھر اسے بن مانس کیسے اٹھا کر لے جا سکیں گے۔"

عنبر نے کہا:

"یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے، مگر ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ بن مانس بادشاہ کے پاس غیبی چیزیں دیکھنے کا جادو ہو۔"

جوگی بابا نے جواب دیا:

"نہیں بیٹا، ہزار برس پرانے مردے کی کھوپڑی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے سے اب بن مانس بادشاہ کے پاس جادو کی طاقت کبھی واپس نہیں آ سکتی۔"

ناگ بولا:

"پھر ہم ماریا کو کہاں تلاش کریں گے بابا؟"

اس کا جوگی بابا نے کوئی جواب نہ دیا — وہ خاموش ہو کر درختوں کو دیکھنے لگا — یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ درختوں پر تقدیر کا لکھا پڑھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سامنے ۔۔۔ پھر اس نے ایک آہ بھر کر کہا :

" میرے بچو! مجھے یوں لگتا ہے کہ ان ہونی ہو کر رہی ۔۔۔ قسمت میں جو لکھا تھا وہ ہو گیا ۔۔۔ ماریا کسی بھاری مشکل میں پھنس گئی ہے اور تم اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتے ۔"

اتنا سن کر ناگ اور عنبر زیادہ پریشان ہو گئے ۔ ناگ نے کہا :

" میں ابھی جا کر ماریا کو جنگل میں تلاش کرتا ہوں ۔"

عنبر نے کہا :

" میں اسے بن مانسوں کے محل میں جا کر دیکھتا ہوں ۔۔۔ میں بن مانسوں کے بادشاہ کے ٹکڑے اڑا دوں گا ۔"

جوگی بابا نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور کہا :

" میرے بچو ، غصہ حرام ہے ۔ انسان غصے میں عقل کھو بیٹھتا ہے ۔ تم اگر ساری زندگی بھی ان بن مانسوں کا مقابلہ کرتے رہو تو کامیاب نہ ہو گے ۔۔۔ وہ مر جائیں گے ، ہمیں اور کہیں سے آ جائیں گے ۔ اس جنگل پر کوئی بھاری مصیبت آنے والی ہے ۔ میں خود اس جزیرے کو چھوڑ کر جانے والا ہوں اور میں تم کو یہی نصیحت کروں گا کہ جتنی جلدی ہو سکے اس جزیرے سے ہندوستان کے ملک کی طرف نکل جاؤ ۔۔۔ ہندوستان کا ساحل یہاں سے پچاس میل شمال کی طرف ہے ۔۔۔ تم دریائے کاویری اور کرشنا کے درمیان چلے جاؤ ۔ وہاں اس وقت سلطان ٹیپو کی حکومت ہے اور وہ انگریزوں سے جنگ کرنے والا ہے ۔۔۔ ہو سکتا ہے ، وہاں تمہاری ملاقات ماریا سے ہو جائے ۔"

ناگ اور عنبر جوگی بابا کا منہ تکنے لگے ۔۔۔

" بابا ! ہم ماریا کے بغیر یہاں سے کیسے جا سکتے ہیں ۔"

" بیٹا ، میں آنے والی تباہی کو دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ میں بہت کچھ دیکھ رہا ہوں ۔۔۔ میں نے اس جنگل میں ساری زندگی خدا کی عبادت کی ہے ۔۔۔ میری آنکھیں ان واقعات کو دیکھ لیتی ہے جو ابھی ہونے والے ہوتے ہیں ۔ جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل جاؤ ۔۔۔ ایک بات میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ ماریا زندہ سلامت رہے گی ۔۔۔ اب جاؤ اس ندی کے ساتھ ساتھ ۔۔۔ خدا حافظ ۔"

اتنا کہہ کر جوگی بابا اٹھا ۔۔۔ اپنا بوریا بستر لپیٹ کر بغل میں دبایا اور جنگل میں چلا گیا ۔۔۔ ناگ نے عنبر سے کہا :

" میرا خیال ہے ہمیں جوگی بابا کی نصیحت پر عمل کرنا چاہیے ۔۔۔ یہ بڑا نیک بزرگ ہے ۔۔۔ اس کی ہدایت پر عمل کر کے ہی میں تمہارا جادو توڑنے میں کامیاب ہوا ہوں ، آؤ یہاں سے کوچ کرتے ہیں ۔۔۔ انشاء اللہ ماریا ہمیں کاویری اور کرشنا کے درمیان والی وادی میں ملے گی ۔۔۔ مجھے جوگی بابا کی باتوں پر یقین ہے ۔۔۔"

" جیسے تمہاری مرضی میرے دوست ۔"

عنبر نے یہ کہا اور ناگ کے ساتھ ندی کے کنارے کنارے جنوب کی طرف روانہ ہو گیا ۔۔۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبر میں آجاؤ

ماریا کہاں گم ہو گئی؟

ناگ اور عنبر کو ہم ندی پر ہی چھوڑ گئے ہیں اور پیچھے چل کر پتا کرتے ہیں کہ ماریا پر کیا گزری اور وہ کہاں گم ہو گئی؟

جس وقت ناگ پرندہ بن کر بن مانس بادشاہ کے محل سے اڑا اس کے بعد ماریا بھی بن مانسوں کے گھیرے میں سے نکل کر محل کے برآمدے کی طرف آ گئی — چونکہ وہ غائب تھی اور اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس لیے وہ بڑی آسانی کے ساتھ محل کی لمبی چوڑی سیڑھیاں اتر کر محل میں سے باہر نکل آئی اور جنگل میں ندی کی طرف روانہ ہو گئی کیونکہ ناگ نے ندی پر سب کو ملنے کے لیے کہا تھا —

ماریا جنگل میں جس جگہ سے گزر رہی تھی — وہاں جگہ جگہ ٹوٹے ہوئے درخت گرے پڑے تھے اور خالی جگہوں پر چوڑے پتوں والی جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں — ماریا جنگل میں چلتی چلی گئی — وہ اپنی سمجھ کے حساب سے ندی کی طرف چل جا رہی تھی لیکن اصل میں وہ بھٹک گئی تھی اور راستہ بھول کر جنگل کے اس علاقے میں داخل ہو گئی جہاں زمین پر قبریں بنی ہوئی تھیں۔

مگر یہ قبریں ٹوٹی پھوٹی ہوئی تھیں اور ان پر جو کتبے یعنی پتھر لگے تھے وہ گرے پڑے تھے — ماریا نے خیال کیا کہ یہ کسی زمانے میں قبرستان ہوگا۔ وہ آگے بڑھتی گئی — اب اسے بھی احساس ہونے لگا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے — کیونکہ اب تک اسے ندی پر پہنچ جانا چاہیے تھا۔ اس نے ہوا میں سانس لے کر سونگھا — ہوا میں ندی کے پانی کی کہیں بھی خوشبو نہیں تھی بلکہ اسے مردوں کے کفن کی بو آئی — اس نے سر جھٹک کر دوبارہ ہوا کو سونگھا

ہوا میں مردوں کے کفن پر چھڑکے گئے تازہ مشک کافور کی بو رچی ہوئی تھی — ماریا بڑی پریشان ہوئی کہ یہ مردے کی تازہ بو کہاں سے آ رہی ہے جبکہ وہاں جو قبریں تھیں — وہ کئی سال پرانی لگ رہی تھیں —

وہ قبروں میں سے نکل کر ایک کھلی جگہ میں آ گئی — یہاں کی فضا بڑی پُراسرار اور خاموش تھی — آسمان پر بادل ہونے کی وجہ سے روشنی زیادہ نہیں تھی۔ ہوا بھی نہیں چل رہی تھی —

ماریا ایک جگہ رک کر دیکھنے لگی کہ ندی کی طرف کون سا راستہ جاتا ہے — اسے اس علاقے کی کچھ خبر نہیں تھی — صرف اتنا معلوم تھا کہ جنگل میں سے ایک راستہ ندی کو جاتا ہے اور وہ یہ راستہ بھول چکی تھی۔ ماریا کو ایک طرف درختوں کے درمیان پانی کی لکیر سی چلتی نظر آئی۔ اس نے سوچا کہ یہی وہ ندی ہے جہاں ناگ اور عنبر اس کا انتظار کر رہے ہوں گے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ تیزی سے اس طرف چلی — جوں جوں وہ آگے بڑھ رہی تھی وہ پانی کی چمکتی لکیر بھی پیچھے ہٹتی جا رہی تھی — ماریا سخت الجھن میں پھنس گئی تھی — سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کس طرف جائے، کس طرف نہ جائے۔ اتنے میں بادل گرجا اور بوندا باندی شروع ہو گئی — ماریا ایک گھنے درخت کے نیچے آکر کھڑی ہو گئی تاکہ وہ بارش سے بچ سکے —

بارش زیادہ تیز نہیں ہو رہی تھی — بس بوندا باندی تھی — ماریا کچھ دیر رکنے کے بعد پھر آگے روانہ ہوئی — اب اس نے دیکھا کہ پانی کی لکیر غائب ہو چکی تھی — خدا جانے وہ پانی کی لکیر تھی کہ کیا آسیب تھا — ماریا جنگل میں راستہ بھول چکی تھی — درختوں میں سے بارش کا پانی ٹپا ٹپ گر رہا تھا — ماریا آگے چلی جا رہی تھی — بادل بڑی زوردار آواز کے ساتھ گرجا — ماریا رک کر ایک درخت کے پیچھے ہو گئی — اس کا خیال تھا کہ کہیں ضرور بجلی گری ہے۔

بادلوں کی کڑک سے سارا جنگل دیر تک گونجتا رہا — ماریا خدا کا نام لے کر دوبارا اپنے نامعلوم سفر پر روانہ ہوئی — ابھی وہ درخت سے تھوڑی ہی دور گئی ہو گی کہ اسے کسی کے گہرے گہرے زوردار سانس لینے کی آواز آئی — آواز ایسی تھی جیسے کوئی تکلیف میں سانس لے رہا ہو۔ ماریا نے چونک کر اس طرف دیکھا جس طرف سے یہ آواز آئی تھی — ادھر کوئی بھی نہیں تھا — درخت ہی درخت تھے، جن میں بارش کی بوندیں لگاتار گر رہی تھیں —

ماریا نے سوچا کہ یہ ضرور اس کا وہم ہو گا — ورنہ یہاں سانس لینے کی کس کی آواز آ سکتی ہے — یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔ وہ چاہتی تھی کہ کسی نہ کسی طرح سے ندی پر پہنچ جائے تاکہ عنبر اور ناگ سے مل سکے —

وہ تیز تیز چلنے لگی — ایک درخت کے نیچے سے گزرتے ہوئے اس کے پاؤں کو ٹھوکر لگی اور وہ منہ کے بل ایک گہرے گڑھے میں گر پڑی — وہ گرتے ہی اٹھی اور دیکھا کہ وہ ایک کافی گہرے گڑھے میں گیلی گھاس کے گٹھے کے اوپر گری ہے — باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ گڑھے کی گیلی گول دیوار بالکل سیدھی تھی اور وہ اوپر نہیں چڑھ سکتی تھی — کیا کسی نے یہ گڑھا اس کے لیے کھدوایا تھا تاکہ وہ اس میں پھنس جائے؟ اس نے سوچا — پھر اسے خیال آیا کہ شاید یہ گڑھا جنگلی لوگوں نے شیر یا ہاتھی کو پھانسنے کے لیے کھود رکھا ہو —

لیکن اس جنگل میں تو اسے نہ کوئی ہاتھی نظر آیا تھا اور نہ ہی کوئی جنگلی اب تک نظر آیا تھا — ماریا گھاس کے گٹھے پر سر جھکا کر بیٹھ گئی — اور سوچنے لگی کہ اب وہاں سے کیسے نکلے — گڑھے کے اوپر آسمان بادلوں سے بھرا ہوا تھا اور بارش کی بوندیں درخت کی شاخوں سے ٹپک کر اس پر گڑھے کے اندر گر رہی تھیں — گڑھے میں روشنی بہت کم آ رہی تھی اور ہلکا ہلکا اندھیرا چھایا ہوا تھا — ماریا نے اٹھ کر گڑھے کی دیوار کو دیکھا — دیوار کچی تھی اور اس میں کہیں کہیں سے درختوں کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جڑیں باہر کو نکلی ہوئی تھیں —

ماریا نے یونہی ایک جڑ کی شاخ کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو وہاں سے دیوار میں سوراخ ہو گیا — مٹی اپنے آپ نیچے گر پڑی۔ ماریا نے سوراخ کے اندر جھانک کر دیکھا — اسے اندھیرے میں بھی ایک سرنگ نظر آ گئی — کوئی دوسرا ہوتا تو خوف کھا جاتا — مگر ماریا کو اپنے خدا پر بھروسا تھا اور وہ بھی ناگ اور عنبر کی طرح صرف خدا سے خوف کھاتی تھی اور صرف خدا سے ڈرتی تھی — اسے معلوم تھا کہ جو انسان خدا سے ڈرتا ہے، اسے دنیا کی کوئی چیز نہیں ڈرا سکتی اور جو خدا سے نہیں ڈرتا اُسے دنیا کی ہر شے ڈرانے لگتی ہے —

ماریا نے اللہ کا نام لیا اور سوراخ کے اندر داخل ہو گئی۔

یہ ایک تنگ کچی سُرنگ تھی — مُردے کی مشک کافور کی بُو یہاں بھی آ رہی تھی — اسے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کسی لمبی قبر میں چل رہی ہے — چلتے چلتے اسے دُور روشنی دکھائی دی — یہ سرنگ کا دوسرا منہ تھا — ماریا وہاں پہنچی تو دیکھا کہ سُرنگ جنگل میں ایک ایسی جگہ نکل آئی تھی جہاں چاروں طرف قبریں ہی قبریں تھیں — ان قبروں پر کسی جگہ بھی کتبہ یعنی مرنے والے کے نام کا پتھر نہیں لگا تھا جیسا کہ عام طور پر قبروں پر لوگ مرنے کا نام لکھ کر لگا دیا کرتے ہیں — ان قبروں پر گھاس اُگی ہوئی تھی — اور پرانی لگتی تھیں — ماریا حیران ہوئی کہ یہاں یہ قبریں کہاں سے آ گئیں —

وہ قبروں میں چلنے لگی — اچانک اسے ایک آواز سنائی دی — یہ آواز کسی عورت کی تھی اور مدد کے لیے پکار رہی تھی — ماریا رک کر غور سے وہ آواز سننے لگی — اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے — آواز رک گئی — ماریا نے کان لگا دیے کہ اب کے آواز آئی تو وہ معلوم کرے گی کہ یہ کہاں سے آ رہی ہے —

آواز پھر بلند ہوئی —

آواز میں دکھ بھری پکار تھی — جیسے کوئی عورت کسی گہرے کنویں کے اندر سے بول رہی ہو — ماریا کانپ اُٹھی — یہ آواز جہاں وہ کھڑی تھی وہاں ایک قبر کے اندر سے آ رہی تھی — ماریا نے قبر کے ساتھ کان لگا دیئے — آواز سچ مچ قبر کے اندر سے آ رہی تھی — ماریا نے قبر پر سے مٹی ہٹانا شروع کر دی — قبر کچی تھی — ماریا نے ایک جگہ قبر میں سوراخ کر دیا — اب آواز اس سوراخ میں سے آئی۔ کوئی عورت روتے ہوئے کہہ رہی تھی :

"مجھے یہاں سے نکالو — خدا کے لیے نکالو"

ماریا نے جواب میں کہا :

"فکر نہ کرو، میں تمہاری مدد کو آ رہی ہوں"

ماریا نے جلدی جلدی مٹی ہٹانا شروع کر دی — قبر ایک طرف سے کھل گئی — اب جو ماریا نے دیکھا، وہ بڑا خوفناک منظر تھا — ایک نوجوان لڑکی کفن پہنے قبر میں پڑی تھی — اس کے چہرے پر مٹی بکھری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئی تھی — اس کی آنکھیں خوف کے مارے کھلی تھیں اور وہ لرزتے ہونٹوں سے بار بار مدد کے لیے پکار رہی تھی — ماریا نے بڑی مشکل سے اسے باہر نکال کر درخت کے پاس بٹھا دیا — بے چاری لڑکی پر موت کا خوف تھا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے آس پاس کے جنگل کو دیکھ رہی تھی — اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کس کے ہاتھوں نے اٹھا کر قبر سے باہر نکالا ہے —

اس نے ڈرتے ہوئے پوچھا :

"کیا یہ مرنے کے بعد کی دنیا ہے — کیا تم کوئی جنت کی حور ہو؟"

کیونکہ اس لڑکی کو ماریا نظر نہیں آ رہی تھی۔

ماریا نے کہا :

"نہیں بہن، میں جنت کی حور نہیں ہوں اور نہ ہی یہ مرنے کے بعد کی دنیا ہے"

لڑکی نے آنکھیں پھاڑ کر اس طرف دیکھا جدھر سے اسے ماریا کی آواز آئی تھی اور پوچھا :

"پھر تم مجھے دکھائی کیوں نہیں دیتیں؟ تم کون ہو؟"

ماریا نے کہا :

"یہ سب باتیں تمہیں بعد میں بتاؤں گی۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم کون ہو کس نے قبر میں زندہ دفن کر دیا تھا؟"

لڑکی نے کہا :

"میرا نام رتنا ہے — میں ساتھ والے کلش دیپ جزیرے کے ایک غریب ملاح کی بیٹی ہوں — میں اپنی ایک کشتی میں مچھلیاں پکڑنے نکلی تھی کہ راستہ بھول کر اس جزیرے پر آ گئی" اتنا کہہ کر وہ خاموش ہو گئی —

ماریا نے پوچھا :

"ہاں ہاں، آگے بتاؤ بہن — پھر کیا ہوا؟ تمہیں اس قبر میں کس نے دفن کر دیا؟"

رتنا کی آنکھوں میں دہشت اور خوف تھا — کہنے لگی :

"کل رات میں اس جنگل میں گھوم رہی تھی کہ میں نے اپنے سامنے ایک عجیب وغریب انسان کو دیکھا، وہ انسان بھی تھا اور کوئی بلا بھی تھی — اس کا سارا جسم انسان کا تھا اور اس کے کندھوں پر گردن اور سر کی جگہ قبر پر لگائی جانے والی پتھر کی سل لگی ہوئی تھی"

ماریا نے حیرانی سے پوچھا :

"تمہارا مطلب ہے، اس کے کندھوں پر قبر کا کتبہ لگا ہوا تھا؟"

"ہاں" رتنا نے ڈرتے ڈرتے کہا: "وہ — وہ ایک خوفناک بلا تھی۔ اس نے مجھے پکڑ لیا اور میرا سارا جسم سُن ہو گیا — پھر اس نے مجھے اس قبر میں دفن کر دیا"

رتنا خوف سے کانپ رہی تھی — ماریا نے اسے پانی لا کر پلایا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور توڑ دیا — وہ رونے لگی۔

"میں ساری رات سارا دن قبر میں پڑی رہی، روتی رہی، چیخ چیخ کر مدد کے لیے پکارتی رہی — خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئیں۔ تم ضرور جنت کی حور ہو اور میں جنت میں ہوں — میں مر چکی ہوں، میں جنت میں ہوں۔"

اور رتنا نے پاگلوں کی طرح ہنسنا شروع کر دیا — ماریا نے اسے بڑی مشکل سے خاموش کرایا — رتنا نیم پاگل سی ہو چکی تھی — وہ اٹھی اور جنگل میں ایک طرف بھاگی — ماریا اس کے پیچھے گئی — رتنا ایک قبر سے ٹھوکر کھا کر گر پڑی — ماریا نے اسے اٹھایا اور کہا:

"میری بات غور سے سنو رتنا، میں بھی تمہاری طرح کی انسان ہوں — میں جادو کے ذریعے غائب ہو چکی ہوں — اگر تم نے ہوش سے کام نہ لیا تو تم اپنے ماں باپ سے کبھی نہیں مل سکو گی — مجھے بتاؤ کہ یہاں سے سمندر کتنی دور ہے تاکہ میں تمہیں کشتی میں بٹھا کر تمہارے جزیرے کی طرف روانہ کر سکوں۔"

ماریا کی ان باتوں سے رتنا کے کچھ ہوش ٹھکانے آ گئے۔ وہ کچھ سنبھل گئی — اس نے لمبے سیاہ بالوں کو اپنے خوف زدہ چہرے سے ہٹایا اور جدھر سے ماریا کی آواز آ رہی تھی اسی طرف دیکھتے ہوئے کہا:

"میری مخلص بہن، تمہارا نام کیا ہے؟"

ماریا نے اپنا نام بتایا تو رتنا بولی:

"بہن ماریا! یہاں سے دو میل جنوب میں سمندر ہے۔ وہاں میری کشتی ضرور کھڑی ہو گی — اگر تم مجھے وہاں تک پہنچا دو تو میں اپنے آپ واپس اپنے گھر چلی جاؤں گی — میں سمندری راستے کو خوب جانتی ہوں۔"

ماریا نے رتنا کو ساتھ لیا اور سمندر کی طرف روانہ ہو گئی۔

بونداباندی ابھی تک ہو رہی تھی اور دن ڈوب رہا تھا — دن کی روشنی کم ہوتی جا رہی تھی — جنگل میں شام ہونے ہی والی تھی — ماریا نے رتنا کو ساتھ لے لیا تھا اور اسے لے کر جنگل میں پھیلے درختوں کے بیچ سے ہو کر سمندر کی طرف چلی جا رہی تھی — ماریا کو دور سمندر دکھائی دیا — سمندر کے کنارے رتنا کی کشتی ایک جگہ کھڑی تھی۔ رتنا نے ماریا کا شکریہ ادا کیا اور کہا:

"بہن ماریا، تم کچھ کہو — لیکن میں جانتی ہوں کہ تم بہشت کی حور ہو اور میری جان بچانے یہاں آئی تھیں — میں تمہارا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

ماریا نے کہا:

"بہن، اب میرا ایک کام کر دو — مجھے یہ بتاؤ کہ اس جنگل میں [illegible]ی کس جگہ پر ہے، کیونکہ مجھے ہر حالت میں وہاں پہنچنا ہے۔"

رتنا نے کہا:

"تم یہاں سے مغرب کی طرف سیدھی [illegible] دو میل جنگل میں سفر کرنے کے بعد آ جائے گی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے رتنا کو خدا حافظ کہا۔ رتنا کشتی لے کر سمندر میں روانہ ہو گئی۔ جب اس کی کشتی دور سمندر میں نکل گئی تو ماریا ندی کی طرف چل پڑی۔ بجلی ایسی چمکی کہ ایک دم سے پل بھر کے لیے جنگل میں دن نکل آیا۔ اس کے ساتھ ہی بادل بڑے زور سے کڑکا۔ ماریا بھی سہم کر ایک درخت کے ساتھ لگ گئی۔ پھر ایک دم سے بارش شروع ہو گئی۔ یہ بڑی موسلا دھار بارش تھی اور ماریا کو فوراً درخت کے نیچے رکنا پڑ گیا۔ ماریا درخت کے نیچے بیٹھ گئی اور اس پُراسرار انسان کے بارے میں سوچنے لگی جو رتنا کو اسی جنگل کے قبرستان میں ملا تھا اور جس کے کندھوں پر انسانی سر کی جگہ قبر کا کتبہ لگا ہوا تھا۔

ماریا ہنس پڑی۔ ضرور رتنا نے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہوگا مگر سوال یہ تھا کہ پھر رتنا کو قبر کے اندر کس نے دفن کر دیا؟ ہو سکتا ہے یہ کوئی بھوت پریت ہو، لیکن سوال یہ تھا کہ بھوت پریت کو کیا پڑی تھی کہ رتنا کو قبر میں زندہ دفن کرتا۔ اس قسم کی باتیں سوچتے سوچتے ماریا کو ایک گھنٹہ گزر گیا۔ بارش رک گئی۔ ماریا ندی کی طرف روانہ ہوئی۔

یہاں جنگل اس قدر گھنا تھا اور درخت اتنے ساتھ ساتھ اُگے ہوئے تھے کہ اوپر جا کر ان کی شاخیں اور ٹہنیاں ایک دوسری میں گھل مل گئی تھیں۔ ان درختوں پر سے بارش کا رکا ہوا پانی برابر ٹپک رہا تھا۔ ماریا ندی کی تلاش میں برابر آگے بڑھی جا رہی تھی۔

دن ڈوب گیا تھا اور جنگل میں رات کا اندھیرا پھیل رہا تھا۔ جنگل چونکہ بڑا گنجان تھا، اس لیے رات سے پہلے ہی وہاں رات پڑ گئی تھی۔ مگر ماریا اندھیرے میں چونکہ دیکھ سکتی تھی۔ اس لیے اسے چلنے میں کوئی دقت نہیں ہو رہی تھی۔

ماریا چلتی چلی گئی مگر ندی پھر بھی نہ آئی۔ بڑی حیران ہوئی کہ آخر ندی کہاں گم ہو گئی ہے کم بخت، دکھائی ہی نہیں دیتی۔ اب اندھیرا بھی بہت بڑھ گیا تھا۔ درختوں کے اوپر بجلی چمک رہی تھی اور بادل بھی ہولے گرج رہے تھے۔ ماریا ہمت ہارنے والی لڑکی نہیں تھی۔ پانچ ہزار سال کے سفر میں اس نے کتنے ایک ڈراؤنے منظر دیکھے تھے اور بڑے بڑے خوفناک واقعات میں سے گزری تھی۔ دوسرے اسے خدا پر بھروسا بھی بہت تھا۔ ایک تو اس کا دل انسان کے ساتھ ہمدردی کے جذبات سے بھرا ہوا تھا اور اس نے ہمیشہ دکھی لوگوں کی مدد کی تھی۔ اسے ناگ اور عنبر کے ساتھ پانچ ہزار سال پیچھے کی طرف سفر کرنا تھا۔

کافی سفر باقی تھا۔ ابھی انہوں نے دو سو برس کا ہی سفر طے کیا تھا۔ خدا جانے ابھی کیسے کیسے خوفناک واقعات انہیں پیش آنے تھے۔ ماریا کے دل میں خیال آیا کہ کہیں وہ راستہ تو نہیں بھول گئی اور جنگل میں دائرے کی شکل میں ایک ہی جگہ تو نہیں گھوم رہی؟

اس خیال سے ماریا کانپ گئی کیونکہ اس طرح سے تو وہ خدا جانے کب تک اس جنگل میں گھومتی رہے گی۔ پھر اس نے سوچا کہ اگر ایسی بات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئی تو وہ واپس سمندر کی طرف نکل جائے گی اور رتنا کے جزیرے تک پہنچنے کی کوشش کرے گی تاکہ وہاں سے پھر ہندوستان کے ساحل کا رخ کرے۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ ناگ اور عنبر اس کا انتظار کرنے کے لیے ہندوستان کی طرف ہی جائیں گے۔ اس جزیرے کے قریب سب سے بڑا ملک ہندوستان ہی تھا۔

ماریا چلتے چلتے گھنے درختوں کے جنگل سے باہر آ گئی۔ یہاں آ کر اس نے دیکھا کہ کھلے آسمان تلے ایک چھوٹا سا میدان ہے۔ جہاں اونچے اونچے گنتی کے ہی پتھر کے ستون کھڑے ہیں۔ بادل کھل گئے تھے۔ آسمان پر پیلے رنگ کا چاند روشن تھا۔ چاندنی میں پتھر کے ستون صاف دکھائی دے رہے تھے۔

ماریا ایک ستون کے پاس چلی گئی۔ اسے غور سے دیکھا تو وہ ڈر کر پیچھے ہٹ گئی۔ وہ ستون پتھر کے نہیں تھے بلکہ ان میں جان تھی اور وہ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے جیسے بڑے موٹے موٹے سانپ زمین پر سیدھے کھڑے ہو کر دھیرے دھیرے جھوم رہے ہوں۔ ماریا نے اس قسم کا منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

وہ ان زندہ ستونوں سے ہٹ کر چلنے لگی۔ اسے کوئی خبر نہیں تھی کہ وہ کس طرف جا رہی ہے۔ اس نے ایک اندازے کے مطابق اپنا رخ چاند کی طرف کر لیا جو مشرق کی طرف سے آسمان پر چمک رہا تھا۔ ماریا کا خیال تھا کہ سمندر جزیرے کے مشرق کی طرف ہی ہے۔ زندہ ستون

تھوڑا پیچھے رہ گئے تو ماریا نے دیکھا کہ گھاس کے میدان میں قبروں کے بڑے بڑے پتھر کے چبوترے بنے ہوئے ہیں۔ ان چبوتروں کے درمیان قبروں کے نشان تھے۔ مگر کسی قبر پر کتبہ نہیں لگا ہوا تھا۔ ماریا پراسرار زرد چاندنی میں اس انوکھے قبرستان میں سے گزر رہی تھی۔ یہاں کہیں کہیں بڑے عجیب قسم کے ٹیڑھے میڑھے درخت اُگے ہوئے تھے۔ یہ درخت قبروں کے چبوترے پر اپنی شاخیں یوں لٹکائے ہوئے تھے جیسے قبروں کو اٹھا کر اوپر لے جانا چاہتے ہوں۔

یہاں سے گزرتے ہوئے ماریا نے ایک بار پھر وہی گہرے گہرے سانس لینے کی آواز سنی۔ [illegible] گڑھے میں گرنے سے پہلے بھی جنگل میں سنائی دی تھی۔ [illegible] کر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اس کے پیچھے کوئی نہیں تھا۔ سانس لینے کی آواز اسے ایک بار پھر اپنے بالکل قریب سنائی دی۔

ماریا نے اونچی آواز میں پوچھا:

"کون ہو تم؟ سامنے کیوں نہیں آتے؟"

یہ کہہ کر ماریا لپک کر ایک قبر کے چبوترے کے پاس چلی گئی کہ اگر یہ کوئی بھوت پریت ہوا تو اس کی آواز کے اندازے سے اس پر حملہ نہ کر دے۔ وہ اونچی جگہ سے ہٹ جانا چاہتی تھی۔ جس قبر کے چبوترے پر وہ گئی، حیرانی کی بات تھی کہ وہ قبر کھلی ہوئی تھی۔ ماریا نے چاندنی میں جب جھک کر قبر کے اندر دیکھا۔ قبر میں ایک بھوت کھڑا ہوا تھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اس تابوت میں بارش کا پانی ٹپکا ہوا تھا۔ ماریا کے جسم میں ایک سنسنی سی دوڑ گئی — اس نے سوچا کہ یہ قبر کس کا انتظار کر رہی ہے۔ اس کا مردہ کہاں چلا گیا ہے؟

اچانک ماریا کو وہی گھو سانس لینے کی آواز اپنے بالکل قریب سنائی دی — ماریا نے پلٹ کر دیکھا تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس کے ساتھ والی قبر کے چبوترے کے پیچھے ایک انسان کھڑا تھا۔ اس کے جسم پر کالے کپڑے تھے — اس کا سارا جسم انسانوں ایسا تھا مگر اس کی گردن پر کندھوں کے درمیان انسانی سر کے بجائے کسی قبر کا کتبہ لگا ہوا تھا — ماریا کو رتنا کی سنائی ہوئی داستان یاد آ گئی — تو کیا وہ سچی تھی۔ کیا یہی وہ بھوت نما انسان تھا جس نے رتنا کو قبر کے اندر زندہ دفن کر دیا تھا؟

ماریا اب یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس قبر نما انسان نے اسے دیکھا ہے کہ نہیں؟

ماریا چبوترے سے نیچے اتر کر بائیں جانب ہو گئی — ماریا نے دیکھا کہ قبر نما انسان کی گردن پر لگا ہوا کتبہ بھی اسی طرف گھوم گیا تھا — اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اُسے دیکھ رہا ہے لیکن کتبے پر تو کوئی آنکھ نہیں تھی۔ پھر وہ اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے؟

ماریا اپنا شک دور کرنے کے لیے قبر نما انسان کی طرف بڑھی۔ چاندنی میں یہ بڑا بھیانک منظر تھا — یہ انسان یا بھوت ایک خوفناک بلا لگتی تھی —

اس کے بازو لمبے تھے — جسم انسانوں کی طرح تھا — سارے جسم پر کالے رنگ کا ایک لمبا چغہ پڑا تھا — گردن غائب تھی — سر بھی نہیں تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان گردن والی جگہ پر ایک قبر کا کتبہ رکھا ہوا تھا جس پر کسی اجنبی زبان میں کوئی الفاظ لکھے تھے —

ماریا قریب گئی تو قبر نما انسان کی گردن کا کتبہ ایک دو بار چمک کر یوں بجھ گیا، جس طرح سے بجلی کا ہلکا بلب روشن ہو کر بجھ جاتا ہے۔ پھر ماریا کے کانوں میں گہرے سانس کے ساتھ ایک انسانی آواز آئی۔

"اس قبر میں آ جاؤ ماریا — یہ تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"

ایک بار تو ماریا کانپ اٹھی — اس قبر نما انسان نے نہ صرف اسے دیکھ لیا تھا بلکہ اُسے قبر کے اندر جانے کے لیے کہہ رہا تھا۔ ماریا نے سوچا کہ اسے وہاں سے بھاگ جانا چاہیے۔ چنانچہ اس نے بھاگنے کے لیے اپنا قدم اٹھانا چاہا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا پاؤں زمین سے نہیں اٹھ رہا — اس نے دوسرا پاؤں اٹھانا چاہا تو وہ بھی اپنی جگہ سے بالکل نہیں ہل رہا تھا — ماریا پریشان ہو گئی — وہ بیٹھ گئی — اس نے دونوں ہاتھوں سے زور لگا کر پہلے ایک پاؤں اور پھر دوسرا پاؤں اوپر اٹھانے کی کوشش کی — لیکن اس کے دونوں پاؤں نے اپنی جگہ سے ہلنے سے انکار کر دیا — وہ تو جیسے پتھر کے ہو گئے تھے —

اس دوران میں قبر کے کتبے والا انسان سامنے والی قبر کے چبوترے کے پیچھے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا — خدا جانے وہ کس آنکھ سے اسے دیکھ رہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا — ماریا اٹھ کر کھڑی ہو گئی — قبر نما انسان چبوترے کے پیچھے سے نکلا اور سیدھا آہستہ آہستہ چل کر اس قبر کے پاس آ گیا جو کھلی تھی۔ چبوترے کے پاس کھڑے ہو کر اس نے اپنے دونوں بازو پھیلا دیے۔ اس کے ساتھ ہی اس کی گردن پر لگا ہوا کتبہ دوبار روشن ہو کر بجھ گیا — ماریا کو وہی آواز پھر سنائی دی :

"اپنی قبر میں آ جاؤ ماریا، یہ تمہاری قبر ہے "

پھر فضا میں ایک سنسنی خیز قہقہہ گونجا جو اس قدر ڈراؤنا تھا کہ ماریا کو یوں لگا، جیسے قبر نے قہقہہ لگایا ہو — اس نے کہا :

"تم کون ہو ! اور مجھے قبر میں کیوں بلا رہے ہو ؟"

قبر نما انسان نے کوئی جواب نہ دیا — وہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ ماریا پیچھے کو بھاگنا چاہتی تھی، مگر اس سے اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا جا رہا تھا — وہ اپنی جگہ پر بے بسی کی حالت میں کھڑی تھی — قبر نما انسان اس کے قریب آ گیا تھا — ماریا کو مردے کے کفن میں لگی ہوئی مشک کافور کی تیز بو آنے لگی — قبر نما انسان نے اپنے دونوں ہاتھ ماریا کے شانوں پر رکھ دیے — ان ہاتھوں کا ماریا کے شانوں پر رکھنا تھا کہ ماریا کا سارا جسم برف کی طرح ٹھنڈا ہو گیا — اس قبر نما انسان کے ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈے تھے — ماریا کا سارا جسم پتھر کی طرح ٹھنڈا اور سخت ہو گیا تھا — قبر نما انسان نے ماریا کو اپنی بانہوں پر اٹھا لیا اور اسے لے کر کھلی قبر والے چبوترے کی طرف چل پڑا —

ماریا سب کچھ دیکھ رہی تھی مگر کچھ نہ کر سکتی تھی — قبر نما انسان ماریا کو اٹھائے چبوترے کے اوپر چڑھ گیا — پھر کھلی قبر میں اتر کر ماریا کو تابوت میں لٹا دیا — گیلے ٹھنڈے تابوت میں لیٹتے ہی ماریا کا بدن کانپ اٹھا — اتنی ٹھنڈ اس نے کبھی پہلے محسوس نہیں کی تھی۔ قبر نما انسان قبر سے باہر نکل کر اسے اپنی گردن کا کتبہ جھکا کر دیکھنے لگا۔ کتبے پر ایک بار پھر روشنی ہوئی اور بجھ گئی — یہ بھوت اس روشنی کے ذریعے بات کرتا تھا — قبر کے پتھر یعنی کتبے کی روشنی ماریا کے کانوں میں انسانی آواز بن کر داخل ہوتی تھی۔

"ماریا، اب تم قیامت تک اسی قبر میں رہو گی "

پھر اس قبر نما انسان نے تابوت کا ڈھکنا بند کر دیا — تابوت کے اندر تاریکی چھا گئی — ماریا کا دل ڈوب سا گیا — خدا جانے اسے اب اس زندہ قبر سے کب باہر نکلنا نصیب ہو گا — اس نے اپنے پاؤں ہلانے کی کوشش کی — اس کے دونوں پاؤں ابھی تک اسی طرح پتھر کے تھے اور وہ انہیں ہلا نہیں سکتی تھی — قبر نما انسان نے ماریا کی کھلی قبر کے اوپر جھاڑیاں ڈال کر اسے ڈھانپ دیا اور خود قبروں کے چبوتروں میں ہی کہیں گم ہو گیا —

اب ہم عنبر اور ناگ کی خبر لیتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہیں — جوگی بابا کے کہنے پر دونوں دوست اور بجا گی ندی کے ساتھ ساتھ سمندر کی طرف روانہ ہو گئے تھے — ماریا کو انہوں نے بے حد تلاش کیا مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ نہ مل سکی — وہ ماریا کے بغیر وہاں سے نہیں جانا چاہتے تھے مگر جوگی بابا نے پیشین گوئی کی تھی کہ جزیرے پر کوئی بھاری آفت آنے والی ہے اور یہ کہ ماریا انہیں ملک ہندوستان میں دریائے کرشنا اور کاویری کی وادی میں ایک روز مل جائے گی؛ چنانچہ عنبر اور ناگ نے وہ جزیرہ چھوڑ دینے کا فیصلہ کر لیا اور ندی کے ساتھ ساتھ روانہ ہو گئے — یہی وہ ندی تھی جو آگے جا کر سمندر میں جا گرتی تھی اور جس کا کھوج ماریا کو نہیں مل رہا تھا —

عنبر اور ناگ سمندر کے کنارے پہنچ گئے — انہیں ایک کشتی کی ضرورت تھی — جس پر سوار ہو کر وہ پچاس میل کا سمندر پار کر کے ہندوستان کے جنوبی ساحل پر پہنچ سکتے — وہاں کوئی کشتی نظر نہیں آ رہی تھی۔ کافی دیر تک وہ دونوں سمندر کے کنارے گھوم پھر کر کشتی تلاش کرتے رہے۔ وہاں کوئی انسان بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا — عنبر نے ناگ سے کہا:

"ناگ، تم کسی ایسے سانپ کو نہیں بلا سکتے جو ہماری مدد کر سکے؟"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"ان علاقوں میں ایسے سانپ بہت کم ہوتے ہیں اور پھر سمندر تو صرف شیش ناگ ہی ہمیں پار کرا سکتا ہے — جس کے سات سر ہوتے ہیں۔"

"تو کوشش کر کے شیش ناگ کو ہی بلا لو۔"

ناگ نے کہا:

"شیش ناگ کی ایک خاص قسم کی بو ہوتی ہے — وہ جس علاقے میں ہو اس کی بو اردگرد دس میل تک پھیلی ہوتی ہے جسے صرف ہم ہی سونگھ سکتے ہیں، یہاں مجھے وہ خوشبو نہیں آ رہی۔"

عنبر بولا:

"تمہارے پاس تو سانپ کا مہرہ بھی ہے — تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ سانپ کا مہرہ منہ میں رکھ کر ہوا میں اڑتے ہوئے ہندوستان کے ساحل پر پہنچ جاؤ اور پھر وہاں سے کوئی کشتی لے کر واپس میرے پاس آ جاؤ — اس طرح سے میں بھی سفر کر سکوں گا۔"

"خیال تو اچھا ہے — مگر پہلے ہی ماریا ہم سے جدا ہو گئی ہے، تمہیں چھوڑ کر جانے کو دل نہیں مانتا۔"

عنبر بولا:

"دوست، ماریا بہن کو تو خدا جانے زمین نے اپنے اندر نگل لیا کہ کسی جگہ اس کا سراغ تک نہیں ملا — مگر خیر جوگی بابا کی پیشین گوئی ضرور سچ ثابت ہوگی اور خدا کے حکم سے ماریا ہمیں دریائے کاویری کے کنارے ہندوستان میں ضرور مل جائے گی۔"

ناگ نے کہا:

"عنبر، اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو میں ہندوستان کے ساحل پر جا کر کشتی لانے کی کوشش کرتا ہوں، لیکن تم اسی جگہ میرا انتظار کرنا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جن نے جواب دیا:

"میں تمہیں اسی جگہ ملوں گا۔ اس وقت رات ہونے والی ہے۔ میرا خیال ہے تم صبح تک واپس پہنچ جاؤ گے۔"

"میں صبح سے پہلے پہلے آنے کی کوشش کروں گا۔"

اس کے ساتھ ہی ناگ نے سانپ کا مہرہ منہ میں رکھا اور غائب ہو گیا۔ غائب ہونے کے بعد وہ زمین سے اوپر اٹھا، بلند ہوا۔ اس نے دونوں بازو پرندے کی طرح فضا میں پھیلا دیے اور سمندر کے اوپر ملک ہندوستان کے جنوبی ساحل کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔

ناگ سمندر کے اوپر اڑتا جا رہا تھا۔ تارے بادلوں میں چھپ گئے تھے۔ ہر طرف گھپ اندھیرا تھا۔ اوپر آسمان پر کالے بادل تھے۔ نیچے سمندر کے اوپر رات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ ناگ اڑتا چلا جا رہا تھا۔ جب اڑتے اڑتے اسے دو گھنٹے گزر گئے تو دور اسے روشنی دیکھی۔ یہ ہندوستان کا جنوبی ساحل تھا اور اس جگہ کا نام ٹالی مینار تھا۔ یہ ہندوستان کے نقشے کی تکون تھی اور یہاں سے ہندوستان کا ساحل شروع ہو جاتا تھا۔

اس کے اوپر مدراس کا صوبہ تھا اور کافی اوپر جا کر مغرب کی جانب دریائے کاویری کے کنارے پر سرنگا پٹم کا علاقہ تھا جہاں اس وقت سلطان ٹیپو کی حکومت تھی جو انگریزوں کے خلاف زبردست آخری جنگ لڑنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔

ناگ ہندوستان کے ساحل کے اوپر آ گیا۔

اس نے اوپر سے دیکھا کہ روشنی ایک جھونپڑی کے اندر سے آ رہی تھی۔ جھونپڑی میں ایک دیا روشن تھا۔ ناگ نیچے اتر آیا۔ اس نے سانپ کا مہرہ منہ سے نکال دیا۔ ویسے ناگ مہرے کے بغیر بھی پرندہ بن کر بھی اڑ سکتا تھا لیکن اسے غائب ہو کر اڑنا زیادہ پسند تھا۔ وہ جھونپڑی کے پاس آ گیا۔ اس نے جھانک کر اندر دیکھا۔ جھونپڑی کے اندر دیے کی روشنی میں ناگ نے ایک بوڑھے آدمی کو زمین پر پڑے دیکھا۔ ناگ اس کے قریب گیا تو دیکھا کہ اس کے منہ میں کپڑا ٹھونسا ہوا تھا اور ہاتھ پیٹھ پر ناریل کی رسی سے بندھے تھے۔ ناگ نے اس کے منہ میں سے کپڑا نکال لیا۔ بوڑھے نے ناگ کو خوف زدہ نظروں سے دیکھا اور اپنی تامل زبان میں کہا۔

"مجھے نہ مارو۔ بھگوان کے لیے مجھے نہ مارو۔"

ناگ اس کی زبان سمجھ رہا تھا۔ اس نے بھی تامل زبان میں کہا۔

"بابا، میں تمہیں کیوں ماروں گا۔ تمہیں کس نے باندھ کر ڈال دیا ہے یہاں؟"

ناگ نے بوڑھے کے ہاتھ کھول دیے۔ بوڑھا سہما ہوا تھا۔ وہ دم پکڑ کر بیٹھ گیا اور رونے لگا۔ ناگ نے اس سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور اس کے ساتھ کیا بات ہو گئی ہے۔

بوڑھے نے رک رک کر ناگ کو بتایا کہ وہ ماہی گیر ہے اور اس جھونپڑی میں اپنی بیٹی کالی کے ساتھ رہتا ہے۔ وہ دونوں جھونپڑی میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سو رہے تھے کہ دو آدمی اندر آئے ۔ ایک کے ہاتھ میں چھرا تھا۔ اس نے چھرا میری گردن پر رکھ دیا۔ میری بیٹی کالی جاگ پڑی۔ اس نے شور مچایا، مگر یہاں کون سنتا تھا۔ وہ لوگ مجھے باندھ کر میری بیٹی کو لے گئے ہیں۔

ناگ نے پوچھا:

"کیا تمہاری ان سے کوئی دشمنی تھی؟"

"نہیں، وہ ڈاکو ہیں۔ وہ میری بیٹی کو دوسرے ملک لے جا کر بیچ دیں گے۔"

یہ کہہ کر بوڑھا رونے لگا۔ ناگ نے اسے حوصلہ دیا تو وہ آنسو پونچھ کر بولا:

"تم کون ہو بیٹا؟"

ناگ نے اسے بتایا کہ وہ ادھر ایک کشتی کی تلاش میں آیا تھا۔

"فکر نہ کرو۔ میں سب سے پہلا کام اب یہ کروں گا کہ تمہاری بیٹی کالی کو ان غنڈوں کے چنگل سے چھڑاؤں گا۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ لوگ کس طرف گئے ہیں؟"

بوڑھا بولا:

"وہ سمندر کے ساتھ ساتھ شمال کو گئے ہیں۔ وہاں ضرور ان کی کشتی ہو گی جس میں بیٹھ کر وہ یہاں سے نکل چکے ہوں گے۔ بیٹا، تم شاید ان کا پیچھا نہ کر سکو۔"

بوڑھے کی آنکھوں میں آنسو نہیں تھمتے تھے۔

ناگ نے کہا:

"تم اسی جھونپڑی میں رہو بابا۔ میں تمہاری بیٹی کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

ناگ نے بوڑھے کو اس کی جھونپڑی میں چھوڑا اور باہر نکل آیا۔ وہ شمال کی جانب سمندر کے ساتھ ساتھ کچھ دور چلا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اب وہ اندھیرے میں آ گیا ہے اور بوڑھا ماہی گیر اسے نہیں دیکھ رہا ہو گا تو اس نے منہ میں سانپ کا مہرہ رکھنے کی بجائے ایک گہرا سانس لے کر کالے سیاہ عقاب کی شکل بدلی اور پھڑپھڑاتا ہوا بلند ہو کر اڑنے لگا۔ وہ سمندر کے ساتھ ساتھ شمال کی طرف اڑ رہا تھا۔ عقاب بن جانے سے اس کی نظر بڑی تیز ہو گئی تھی اور وہ اندھیرے میں بھی دیکھ لیتا تھا۔ وہ سمندر کے کنارے کنارے نیچا ہو کر اڑ رہا تھا تاکہ اگر کہیں وہ غنڈے ہوں تو اسے نظر آ جائیں۔

رات گھپ اندھیری تھی۔ سمندر کی بڑی بڑی لہریں دور دور سے آ کر سفید جھاگ اڑاتے ہوئے کنارے سے ٹکرا کر واپس جا رہی تھیں۔ اس وقت بھی آسمان پر گھنے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ پھر ہوا تیز ہو گئی اور سمندر کی لہریں بھی زیادہ جوش میں آ گئیں۔ ناگ برابر آگے ہی آگے اڑ رہا تھا اور نیچے بھی دیکھتا جا رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آتش فشاں پھٹ پڑا

ایک جگہ ناگ کو انسانی سایہ دکھائی دیا۔

ناگ اور نیچے آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک آدمی سمندر کی جانب سے درختوں کے جھنڈ کی طرف بھاگ رہا تھا۔ ناگ غوطہ لگا کر رات کے اندھیرے میں درخت کی سب سے نچلی شاخ پر آ کر بیٹھ گیا۔ وہ آدمی درختوں کے پاس آیا تو وہاں سے ایک اور آدمی باہر نکلا۔ اس دوسرے آدمی کے ہاتھ میں چمکتا ہوا چھرا تھا۔ ناگ سمجھ گیا کہ یہی وہ غنڈے ہیں جو بوڑھے ملاح کی بیٹی کالی کو اغوا کر کے لے آئے ہیں۔ سوال یہ تھا کہ انہوں نے چھرا کس لیے نکال رکھا ہے؟

ناگ پھر پھڑا کر اڑا اور جہاں دونوں آدمی کھڑے تھے ان کے اوپر والے درخت پر آ کر بیٹھ گیا تاکہ ان کی گفتگو سن سکے۔ پھڑپھڑاہٹ ہوئی تو دونوں نے اوپر دیکھا۔

"یہ عقاب رات کے وقت یہاں کہاں سے آ گیا؟ اس قسم کے عقاب تو ادھر نہیں ہوا کرتے۔"

دوسرے آدمی نے کہا:

"تم اس عقاب کو گولی مارو اور یہ بتاؤ کہ وہ لوگ کشتی لے کر آ رہے ہیں کہ نہیں؟"

پہلا والا آدمی بولا:

"معاملہ گڑبڑ لگتا ہے۔ موسم خراب ہو رہا ہے۔ سمندر میں کوئی خوفناک طوفان آتا دکھائی دیتا ہے۔ وہ لوگ کشتی لے کر نہیں آئیں گے، میرا خیال ہے، ہمیں رات اسی جگہ بسر کرنا ہوگی۔ صبح شاید وہ لوگ پہنچ جائیں۔"

دوسرے آدمی نے جواب دیا:

"لڑکی کو قابو میں رکھنا ہوگا، ہم اسے درخت کے ساتھ باندھ دیتے ہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔"

دونوں بدمعاش آدمی درختوں کے اندر اندھیرے میں چلے گئے۔

ناگ کو اب وہ دکھائی نہیں دیتے تھے۔ وہ خوش تھا کہ غریب اور بوڑھے ماہی گیر کی بیٹی کا سراغ مل گیا۔ وہ درخت پر بیٹھے بیٹھے ہی کالا سانپ بن کر نیچے اتر آیا۔ گھاس اور جھاڑیوں میں رینگتے ہوئے وہ اس درخت کے قریب آ گیا، جس کے ساتھ دونوں بدمعاش ماہی گیر کی بیٹی کو باندھ رہے تھے۔ لڑکی کا ڈر اور دہشت کے مارے برا حال ہو رہا تھا۔ بے چاری سے چیخا بھی نہیں جا رہا تھا۔ نیم مردہ سی ہو رہی تھی۔

ناگ دوسری طرف سے ہو کر ان بدمعاشوں کے سامنے آ گیا اور پھنکار مار کر اپنا پھن اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ پھنیر سانپ کو اندھیرے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کسی نے نہ دیکھا، مگر پھنکار سُن کر ایک نے دوسرے سے کہا:

"یہاں سانپ ہے، بھاگ چلو۔"

اس کے ساتھی نے کہا:

"ارے ڈرتے کیوں ہو — سانپ ہے کوئی بھوت نہیں ہے۔ آ جانے دو کم بخت اسے بھی چھرے سے دو ٹکڑے کر دوں گا۔"

ناگ کو بدمعاش کی اس بات پر ہنسی آ گئی — کم بخت اپنے انجام سے بے خبر تھا — لیکن ناگ کو اس کی چھری سے بھی بچنا تھا۔ ناگ نے ایک اور پھنکار ماری اور رینگ کر ان دونوں کے سامنے پانچ قدم کے فاصلے پر آ گیا — پہلے والا آدمی ڈر کر پیچھے ہٹا —

"سانپ — کالا ناگ۔"

دوسرے آدمی نے بھی سانپ کو دیکھ لیا تھا — اس نے چھرا اٹھا کر پوری طاقت سے نشانہ باندھ کر ناگ کی طرف پھینکا۔ ناگ خوش قسمت تھا کہ بچ گیا — چھرا اس کی گردن کے بالکل قریب سے ہو کر آگے نکل گیا — ناگ کو سخت غصہ آیا — وہ بار بار پھنکارنے لگا۔ اس نے ایک گہرا سانس لیا اور درخت کے پیچھے چھپ کر ببر شیر کی شکل بدل لی اور زور سے دھاڑا — اس کی دھاڑ سے سارا جنگل گونج اٹھا۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں بدمعاش فرار ہو سکتے، شیر ان کے سر پر پہنچ گیا۔ دونوں بدمعاش شیر کو اپنے بالکل سامنے پا کر خوف سے تھر تھر کانپنے لگے۔ درخت کے ساتھ بندھی ہوئی لڑکی کا بھی خون خشک ہو گیا۔

شیر ان بدمعاشوں کو بھاگنے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا کیونکہ وہ زندہ رہ کر دوسری لڑکیوں کو بھی اغوا کر سکتے تھے۔ ایسے لوگوں کا مر جانا ہی اچھا ہوتا ہے۔ جو دوسروں کے معصوم بچوں کو اغوا کر کے لے جاتے ہیں —

شیر گرجا، سمٹا، پنجے سکیڑے اور پھر ایک زبردست چھلانگ لگا کر دونوں بدمعاشوں کو زمین پر گرا کر دبوچ لیا — شیر کا ایک ایک تھپڑ ہی ان دونوں بدمعاشوں کی گردنیں توڑنے کے لیے کافی تھا۔ دونوں بے جان ہو کر جھاڑیوں میں پڑے تھے — شیر نے ایک نظر درخت سے بندھی ہوئی لڑکی کو دیکھا اور پھر وہاں سے چلا گیا —

جھاڑیوں کے پیچھے آ کر ناگ شیر سے دوبارہ انسانی شکل میں آ گیا۔ وہ جھاڑی کی اوٹ سے نکل کر ماہی گیر کی بیٹی کے پاس آیا اور بولا:

"بہن ڈرو نہیں، شیر جا چکا ہے اور میں تمہیں تمہارے باپ کے پاس لے جانے کے لیے آیا ہوں۔"

لڑکی کے مردہ جسم میں پھر سے طاقت آ گئی — ناگ نے اس کی رسی کھول کر اُسے آزاد کیا اور اپنے ساتھ لے کر سمندر کے کنارے کنارے اُس کے باپ کے جھونپڑے کی طرف روانہ ہو گیا — ہوا زیادہ تیز ہو گئی تھی اور سمندر کی لہریں دور دور سے اچھل اچھل کر کنارے کی طرف چلی آ رہی تھیں — ماہی گیر بوڑھا اپنی بیٹی کو دیکھ کر خوشی سے رو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑا — اس نے بچی کو سینے سے لگا لیا اور اپنے آنسو پونچھتے ہوئے ناگ کا شکریہ ادا کیا اور بیٹی کو بتایا کہ اگر یہ نوجوان یہاں نہ آتا تو وہ کبھی بدمعاشوں کے چنگل سے آزاد نہ ہو سکتی تھی —

لڑکی نے بھی ہاتھ باندھ کر ناگ کا شکریہ ادا کیا — ماہی گیر بوڑھے نے جھونپڑی سے باہر آ کر تاریک رات میں طوفان کے آثار دیکھے اور ناگ سے کہا:

"بیٹا، کشتی بہت بڑا طوفان آ رہا ہے — اس ہوا میں مجھے سمندروں میں اٹھنے والی پہاڑ ایسی لہروں کی بُو ہے — میرا خیال ہے ہمیں یہاں سے نکل کر جنگل کے اندر چلے جانا چاہیے"

ناگ کو عنبر کی فکر تھی جو پیچھے نکش دیپ کے جزیرے میں اس کا انتظار کر رہا تھا — اس نے کہا:

"بابا، میرا ایک ساتھی پیچھے میری راہ دیکھ رہا ہے — مجھے آج رات اس کے پاس ضرور پہنچنا ہے — میں اسے طوفان سے بچا کر یہاں لانا چاہتا ہوں — مجھے تم اپنی کشتی دے دو — میں اسے لے کر دن نکلنے سے پہلے پہلے یہاں پہنچ جاؤں گا"

ماہی گیر نے فکرمند ہو کر کہا:

"بیٹا طوفان آ رہا ہے، تم ایسے میں کشتی لے کر اکیلے کیسے سمندر میں نکلو گے — رات بھر ٹھہر جاؤ — صبح طوفان تھمنے لگا تو چلے جانا"

مگر ناگ نہ مانا — اس نے ماہی گیر اور اس کی بیٹی کو جنگل کے اندر

کی طرف روانہ کیا اور خود کشتی لے کر طوفانی سمندر میں نکل آیا — ہوا نے آندھی کی شکل اختیار کر لی تھی۔ سمندر میں بڑی بڑی موجیں اٹھ رہی تھیں کشتی ادھر ادھر ڈول رہی تھی — رات کا پچھلا پہر ہو رہا تھا — گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے بعد صبح ہونے والی تھی — ناگ کشتی کو طوفانی سمندر میں بھی چلائے لیے جا رہا تھا لیکن اب طوفان خوفناک ہو گیا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ سمندر ارد گرد کے سارے جزیروں کو تہس نہس کر دے گا — پھر سمندر کے اندر چھوٹے چھوٹے دھماکے ہونے شروع ہو گئے جیسے سمندر کے اندر آتش فشاں پہاڑ پھٹ رہے ہوں — سمندر میں پہاڑ اتنی بڑی بڑی لہریں اٹھنے لگیں — ناگ کی کشتی الٹ گئی — ناگ عقاب بن کر ہوا میں اڑنے لگا — وہ عنبر کے جزیرے کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا اگرچہ تیز آندھی کے تھپیڑے اس کا راستہ روک رہے تھے۔ مگر وہ برابر آگے بڑھ رہا تھا —

اس کے نیچے سمندر قیامت کا منظر پیش کر رہا تھا — ایسے دھماکے ہو رہے تھے جیسے سمندر میں ایٹم بم پھٹ رہے ہوں۔ موجیں آپس میں ٹکرا ٹکرا کر اوپر کو اٹھ رہی تھیں — ایسا لگتا تھا کہ قیامت آ گئی ہے۔ ناگ اور بلند ہو کر اڑنے لگا — اسے نکش دیپ کا جزیرہ اندھیرے میں نظر آ گیا — جزیرے کے درخت جڑوں سے اکھڑ اکھڑ کر گر رہے تھے —

وہاں زبردست بھونچال آیا ہوا تھا — سمندر کی بڑی بڑی پہاڑوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسی موجیں جزیرے کے اندر تک جا کر درختوں کو توڑ مروڑ رہی تھیں۔ ناگ نے جزیرے کے اوپر کا چکر لگایا۔۔ بن مانس محل بھونچال کے جھٹکوں سے تباہ و برباد ہو چکا تھا۔۔ بڑے بڑے پتھر، چھتیں، ستون اور دیواریں زمین پر گری پڑی تھیں۔۔ بن مانس سب کے سب ہلاک ہو چکے تھے۔۔ شاید یہی وہ طوفان تھا جس کی خبر جوگی بابا نے پہلے ہی کر دی تھی اور عنبر اور ناگ سے کہا تھا کہ وہ اس جزیرے سے جتنی جلدی ہو سکے نکل جائیں۔۔ ناگ کو عنبر کی اتنی زیادہ فکر نہیں تھی جتنی فکر ماریا کی تھی۔۔ اسے معلوم نہیں تھا کہ ماریا اس وقت اسی جزیرے کے ایک پُراسرار قبرستان میں ایک قبر کے اندر تابوت میں نیم بے ہوش پڑی ہے اور اس کے پاؤں پتھر کے ہو چکے ہیں۔۔ وہ قبر نما انسان کی قید میں تھی۔۔ شاید اسی لیے وہ بچ بھی گئی تھی نہیں تو اتنا زبردست بھونچال اور سمندری طوفان ماریا کو زندہ نہ چھوڑتا۔

ناگ جزیرے کے اوپر اوپر اُڑ رہا تھا۔۔ نیچے سوائے تباہی کے اور کچھ نہیں تھا۔۔ آخر تباہی ختم ہو گئی۔۔ طوفان رُک گیا۔۔ دن کی روشنی بادلوں میں سے نکل کر جزیرے پر پھیل گئی۔۔ جزیرے میں کوئی درخت صحیح و سالم نہیں تھا۔۔ ایسا لگتا تھا کہ کسی بہت بڑے جن نے درختوں کو پاؤں تلے روند ڈالا ہے۔۔

ناگ اتنا جانتا تھا کہ عنبر زندہ ہوگا۔۔ یہ طوفان اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکا ہوگا۔۔ اس نے عنبر کی تلاش شروع کر دی۔ وہ جزیرے

پر اتر آیا اور انسانی شکل میں اسے ڈھونڈنے لگا۔ کافی دیر تک وہ عنبر کو تلاش کرتا رہا۔۔ اس نے سارا جزیرہ چھان مارا۔۔ عنبر کو زور زور سے آوازیں بھی دیں مگر اس کا کہیں پتا نہ چل سکا۔۔ عنبر نہ جانے کہاں گم ہو گیا تھا۔۔ ماریا کی طرح اسے بھی جزیرے نے اپنے اندر گم کر لیا تھا۔ ناگ نے ایک گہرا سانس لیا اور سیاہ عقاب بن کر فضا میں بلند ہو گیا۔ وہ ابھی اڑ رہا تھا کہ اچانک اسے جنگل کے گرے پڑے درختوں میں عنبر دکھائی دیا۔ ناگ غوطہ لگا کر عنبر کے اوپر آ گیا۔۔ پھر وہ نیچے اترا اور دوبارہ انسانی شکل میں آ گیا۔۔ اس نے عنبر کو آگے بڑھ کر گلے لگایا اور کہا:

"میں تو ماریا کی طرح تمہاری طرف سے بھی ناامید ہو گیا تھا۔ اس قدر خوفناک طوفان تھا کہ خدا یاد آ گیا۔"

عنبر نے کہا:

"میں درختوں کے نیچے دب گیا تھا۔ بڑی مشکل سے نکل کر آ رہا ہوں۔ یہ بن مانس کہاں سے آ گیا؟"

ناگ نے بن مانس کی طرف دیکھ کر کہا:

"شاید یہ بن مانس محل کی آخری نشانی باقی رہ گئی ہے۔"

بن مانس نے جب ایک کی بجائے دو انسانوں کو دیکھا تو وہیں کھڑے کھڑے ایک زبردست چیخ ماری۔۔ دونوں ہاتھوں سے غصے میں اپنا سینہ پیٹا اور عنبر اور ناگ کی طرف حملہ کرنے کے لیے دوڑا۔۔

ناگ نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا خیال ہے عنبر! اس کے ساتھ کیا سلوک کریں؟"

عنبر نے کہا:

"وہی جو سکندر نے پورس کے ساتھ کیا تھا۔"

ناگ ہنس پڑا:

"نہیں یار! یہ درندہ اگر زندہ رہا تو لوگوں کو نقصان پہنچائے گا۔ یہ آدم خور ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے، اسے ختم کر دینا چاہیے۔"

عنبر نے کہا:

"تو پھر تم ہی یہ کام کرو۔"

ناگ بولا:

"جیسے تمہاری مرضی۔"

اس عرصے میں بن مانس چیختا چلاتا غصے میں سینہ کوٹتا ان کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ عنبر پیچھے ہٹ گیا۔ ناگ نے ایک گہرا سانس لیا۔ اور انسان کی جگہ ایک بہت بڑا ہاتھی بن گیا۔ بن مانس چکر کھا گیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہاتھی نے اپنی سونڈ آگے بڑھائی کہ بن مانس کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ لیکن بن مانس ہوشیار تھا، چوکس تھا۔ وہ نیچے بیٹھ گیا اور وار بچا کر ہاتھی کی پیٹھ پر سوار ہو کر اسے پنجے مارنے لگا۔ ہاتھی نے سونڈ اوپر اٹھائی، مگر بن مانس اس کی سونڈ میں نہ پھنس سکا۔ ناگ گھبرا گیا کہ کہیں کم بخت اس کی پیٹھ کو زیادہ زخمی نہ کر دے۔ اس نے گہرا سانس لیا اور ایک دم سے ہاتھی غائب ہو گیا۔

ہاتھی کے غائب ہوتے ہی بن مانس دھڑام سے نیچے گر پڑا۔ وہ ایک بار پھر چکرا گیا کہ اس کے ساتھ کیا جادوگری کا تماشا ہو رہا ہے اور وہ جس کے ساتھ مقابلہ کر رہا ہے، آیا وہ ہاتھی ہے! انسان ہے یا کالا عقاب ہے!

عنبر کچھ دور کھڑا یہ سارا خونی دنگل دیکھ رہا تھا۔ ناگ سانپ نہیں بننا چاہتا تھا۔ خطرہ تھا کہ اگر وہ سانپ بنا تو بن مانس اسے ہاتھوں یا پاؤں میں کچل دے گا۔

ناگ اب پھر سیاہ عقاب بن کر فضا میں بلند ہو گیا۔ اس نے ایک غوطہ لگایا اور بن مانس کی ایک آنکھ نوچ کر لے گیا۔ بن مانس تکلیف سے چیخا اور اچھلنے کودنے لگا۔ وہ عنبر کی طرف دوڑا۔ کیونکہ اب اسے وہی ایک انسان دکھائی دے رہا تھا۔ عنبر نے بھی ناگ کی مجبوری کو محسوس کر لیا تھا، وہ بھی بن مانس کی طرف بڑھا۔ بن مانس نے اسے گردن سے دبوچنا چاہا۔ عنبر کے اندر اس کی ساری طاقت جمع ہو چکی تھی۔ اس نے بن مانس کو ٹانگ سے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور اتنی زور سے گھما کر چھوڑا کہ وہ آسمان کی طرف بلند ہو کر بڑی زور سے زمین پر جا گرا۔

بن مانس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ اب وہ زمین سے نہیں اٹھ سکتا تھا۔ ناگ زمین پر اتر آیا، وہ پھر سے انسان بن گیا۔ دونوں بن مانس کی طرف بڑھے۔ وہ شدید زخمی حالت میں زمین پر پڑے پڑے کراہ

رہا تھا، غرّا رہا تھا۔ غصے سے گرج رہا تھا لیکن اٹھ نہیں سکتا تھا۔ عنبر نے کہا:

"اب یہ اسی جگہ اپنے آپ مر جائے گا۔ چلو اب اس جزیرے سے نکل جاتے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"ماریا کو ایک بار تلاش کر لیں۔"

عنبر بولا:

"میرا خیال ہے اُسے تلاش کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ جوگی بابا نے کہا تھا کہ وہ ہمیں اب ویرانے کا پری کی وادی میں ملے گی۔ جوگی بابا کی خوفناک طوفان کی پیشین گوئی درست نکلی ہے۔ مجھے یقین ہے اس کی ماریا والی پیشین گوئی بھی سچ ثابت ہوگی۔ اس لیے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ کیونکہ جزیرہ ڈوب رہا ہے۔ اس کے اندر ابھی تک آتش فشاں کے جھٹکے ہو رہے ہیں۔"

ناگ اور عنبر سمندر کے کنارے ایک جگہ پہنچ کر رک گئے۔ انہیں کسی کشتی کی تلاش تھی جس پر سوار ہو کر وہ سمندر میں سفر کر کے ہندوستان کے ساحل تک پہنچ سکیں۔ لیکن کشتی کا وہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

ناگ نے کہا:

"میرا خیال ہے کیوں نہ ہم ایسا کریں کہ میں سانپ کا مہرہ منہ میں رکھ کر غائب ہو جاتا ہوں۔ تم میرے کندھے پر سوار ہو جاؤ اور میں تمہیں

لے کر اُڑنے کی کوشش کروں گا۔"

عنبر نے کہا:

"کیوں نہ میں سانپ کا مہرہ اپنے منہ میں رکھ کر اڑوں اور تم پرندہ بن کر میرے ساتھ اُڑو۔"

ناگ بولا:

"کاش، ایسا ہو سکتا۔ یہ سانپ کا مہرہ صرف اسی کو غائب کر کے اڑا سکتا ہے جو خود سانپ سے انسان کی شکل میں آیا ہوا ہو۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ تم میرے کندھے پر بیٹھ جاؤ۔ میں اڑنے کی کوشش کروں گا۔"

عنبر ناگ کے کندھے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ ناگ نے خدا کا نام لے کر سانپ کا مہرہ منہ میں رکھا تو وہ غائب ہو گیا۔ غائب ہونے کے ساتھ ہی وہ زمین سے بلند ہونے لگا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ عنبر کے بوجھ کی وجہ سے وہ زیادہ اونچا نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ زمین سے دس فٹ اونچا ہی ہو سکا۔ اس نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیے اور اڑنا شروع کر دیا۔ سب سے دلچسپ بات یہ تھی کہ عنبر غائب نہیں تھا۔ وہ نظر آ رہا تھا۔ کوئی اُسے اگر دیکھتا تو بالکل ایسے لگتا کہ ایک آدمی زمین سے دس فٹ اونچا کسی شے پر بیٹھا ہے اور اڑ رہا ہے۔

ناگ نے کہا:

"عنبر، میں اس سے زیادہ اونچا نہیں ہو سکتا۔ تم جم کر بیٹھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہنا اور ہرگز نہیں گھبرانا۔۔۔ فکر نہ کرو، تم گرو گے نہیں۔"

عنبر نے ہنس کر کہا:

"پیارے دوست میں گھبرانے والے دن پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ تم بے فکر ہو کر اڑتے جاؤ۔ میں اگر سمندر میں گر بھی پڑا تو کیا فرق پڑے گا۔ تم مجھے پھر پکڑ کر اٹھا لینا۔"

ناگ نے سمندر کے اوپر اڑنا شروع کر دیا۔ اگرچہ طوفان تھم چکا تھا مگر سمندر کی لہریں اب بھی اٹھ اٹھ کر ساحل کی طرف جا رہی تھیں یہ موجیں کبھی کبھی ناگ کے پاؤں سے بھی ٹکرا جاتی تھیں۔ وہ اونچا ہو کر اڑنے کی بڑی کوشش کرتا مگر عنبر کے بوجھ کی وجہ سے وہ اس سے زیادہ بلند نہیں ہو سکتا تھا۔

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"اگر کوئی تمہیں اس طرح اڑتا ہوا دیکھ لے تو غش کھا جائے کہ یہ کون بھوت آدمی ہے کہ ہوا میں بیٹھا ہے اور اڑا جا رہا ہے۔"

پھر اس نے عنبر سے کہا:

"میرے پاؤں سمندر کی لہروں سے ٹکرا رہے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"دوست، تم اپنا خیال کرنا۔ اگر تم سمندر میں گر گئے تو مشکل پڑ جائے گی۔"

ناگ بولا:

"پھر کیا ہو گا۔ یہی نا کہ میں پرندہ بن کر اڑنے لگوں گا اور تم سمندر میں تیرنا شروع کر دینا۔ نہ تم تھک سکتے ہو اور نہ سمندر تمہیں ڈبو سکتا ہے۔"

اسی طرح آپس میں باتیں کرتے دونوں سمندر کی سطح سے دس فٹ کی بلندی پر ہندوستان کے ساحل کی طرف اڑے چلے جا رہے تھے۔

آسمان پر بادل اسی طرح چھائے ہوئے تھے، مگر دن کی روشنی بھی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ بارش بالکل نہیں ہو رہی تھی۔ عنبر نے نیچے دیکھا۔ سمندر کی نیلی موجیں اوپر اٹھ اٹھ کر اسے پکڑنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اس نے ایک بہت بڑی خونخوار شارک مچھلی کو دیکھا جو عنبر کے خون کی بو پا کر اس کے پیچھے پیچھے سمندر میں چلی آ رہی تھی اور جہاں عنبر ہوا میں ناگ کے کندھے پر بیٹھا اڑا جا رہا تھا وہاں نیچے آ کر وہ اچھل کر عنبر کو دبوچنے کی کوشش کر رہی تھی

ناگ نے کہا:

"کہیں یہ کم بخت شارک تمہارا پاؤں نہ پکڑ لے۔"

عنبر بولا:

"پھر کیا ہو گا۔ مجھے تو تمہاری فکر ہے۔ تمہیں تو یہ ایک سیکنڈ میں ہڑپ کر جائے گی۔"

ناگ نے ہنس کر کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں ایک پل میں اس سے بھی بڑی وہیل مچھلی بن کر اسے پہلے ہی ہڑپ کر جاؤں گا۔"

شارک مچھلی نے کچھ دور تک عنبر کا تعاقب کیا، پھر واپس چلی گئی۔ ہندوستان کا ساحل دکھائی دینے لگا تھا۔ ناگ نے عنبر کو بوڑھے ماہی گیر کی بیٹی کو غنڈوں سے بچانے کا واقعہ بھی راستے میں ہی سنایا۔ عنبر نے پوچھا:

"اگر وہ ماہی گیر مل جائے تو اس سے ہم دریائے کاویری کو جانے والے راستے کا پتا پوچھ سکتے ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"اتنے خوفناک طوفان میں وہ خدا جانے جنگل میں کہاں سے کہاں نکل گیا ہوگا۔ بہرحال کنارے پر پہنچ کر اسے تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔"

دونوں دوست ہندوستان کے ساحل پر پہنچ کر زمین پر اُتر گئے۔ طوفان نے یہاں بھی ہر طرف تباہی پھیلا رکھی تھی۔ ماہی گیر کی جھونپڑی کا کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ ساحل پر جتنے ناریل کے درخت تھے۔ سب جڑوں سے اکھڑ گئے تھے۔ سمندر کی بپھری ہوئی موجوں نے دور جنگل تک تباہی پھیلائی ہوئی تھی۔

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے اس جنگل میں ماہی گیر کو تلاش کرنا بیکار ہوگا۔

وہ اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر شہر کی طرف چلا گیا ہوگا۔"

ناگ نے منہ سے سانپ کا مہرہ نکال لیا تھا اور اب وہ عنبر کے ساتھ ساحل پر گیلی ریت اور گری پڑی جھاڑیوں میں چل رہا تھا۔ ایک رستہ اِدھر اُدھر سے ہو کر جنگل کے ساتھ ساتھ آگے جا رہا تھا۔ دونوں دوست اس راستے پر روانہ ہو گئے۔ کافی دور چلنے کے بعد انہوں نے ایک کالے رنگ کے دُبلے پتلے ماہی گیر کو دیکھا جو ایک جگہ کیچڑ میں پھنسی ہوئی اپنی چھوٹی کشتی کو باہر نکال رہا تھا۔ عنبر اور ناگ کو آتے دیکھ کر وہ کام چھوڑ کر انہیں تکنے لگا۔

یہ جنوبی ہند کا علاقہ تھا اور آج سے دو سو برس پہلے کا زمانہ تھا جب کہ انگریز شمالی ہند پر قبضہ کرنے کے بعد جنوب کی طرف میسور کے علاقے پر قبضہ کرنے کے لیے شیرِ میسور سلطان ٹیپو کے خلاف آخری جنگ کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اس علاقے میں ہندو بھی رہتے تھے ویسے ہندوؤں کی تعداد زیادہ تھی۔ یہ وہ علاقہ تھا جہاں اسلام کا نور پھیلانے کے لیے کئی مسلمان بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے یہاں اسلام کی شمع روشن کی۔

عنبر اور ناگ اگرچہ مصر کے رہنے والے تھے اور ملکہ قلوپطرہ کے زمانے سے سفر کرتے کرتے اب پانچ ہزار سال کی تاریخ پر سے گزر کر واپس قلوپطرہ کے زمانے کی طرف جا رہے تھے لیکن ان کے رنگ سانولے تھے اور اتنے کالے نہیں تھے جتنا کالا رنگ جنوبی ہند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے اس علاقے کے لوگوں کا تھا۔ ماہی گیر کے قریب پہنچ کر عنبر نے اس سے پوچھا:

"بھائی یہاں سے شہر کی طرف کون سا راستہ جاتا ہے؟"

یہ سوال عنبر نے تامل زبان میں کیا تھا جو جنوبی ہند کی بولی تھی۔

ماہی گیر نے کہا:

"تم کہاں سے آ رہے ہو؟"

ناگ نے کہا:

"بھائی یہ مت پوچھو۔ طوفان کے مارے ہوئے ہیں۔ ہماری کشتی ڈوب گئی تھی۔ بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔"

ماہی گیر نے کہا:

"شہر بہت دور ہے۔ اس راستے پر چلتے جاؤ۔ آگے ایک چھوٹا دریا آئے گا۔ اس کے پار قصبہ منڈام ہے۔ وہاں سے تمہیں بیل گاڑی مل جائے گی۔ تم اس پر سفر کرتے ہوئے دو روز میں شہر پہنچ جاؤ گے۔"

عنبر اور ناگ کا شہر پہنچنا بہت ضروری تھا، کیونکہ شہر پہنچ کر ہی وہ میسور کے شہر سرنگاپٹم کے ساتھ بہتے دریائے کاویری تک پہنچ سکتے تھے۔ یہی وہ مقام تھا جہاں ماریا کے دوبارہ ملنے کی امید تھی۔ عنبر اور ناگ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور آگے روانہ ہو گئے۔ دریا کا پل آ گیا۔ یہ ایک چھوٹا دریا تھا۔ اور اس پر رسّوں کی مدد سے پل بنایا گیا تھا۔ دریا کے دوسری جانب دور ناریل اور سپاری کے درختوں میں ایک گاؤں دکھائی دیا۔

اس گاؤں میں کسان رہتے تھے۔ تیز آندھی اور دریا کے سیلاب کی وجہ سے اس گاؤں میں بھی تباہی پھیلی ہوئی تھی۔ عنبر اور ناگ کسی نہ کسی طرح ایک بیل گاڑی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ گاڑی بان ایک تامل کسان تھا۔ وہ انہیں گاڑی میں بٹھا کر منڈام شہر کی طرف روانہ ہوا۔

عنبر کے پاس چاندی کے چند ایک سکے تھے۔ آدھے سکے اس نے گاڑی بان کو دے دیے تھے۔ باقی چار سکے بچے تھے جو اس نے شہر پہنچ کر فوری خرچ کے لیے سنبھال لیے تھے۔

بیل گاڑی سارا دن سفر کرتی رہی۔ رات کو انہوں نے ایک جگہ جنگل کے کنارے آرام کیا۔ دوسرے دن پھر سفر شروع ہو گیا۔ دو دن کے سفر کے بعد تیسرے دن صبح کو وہ منڈام شہر پہنچ گئے۔ آج سے دو سو برس پہلے کا یہ شہر بڑا پرسکون تھا۔ نہ موٹر، نہ رکشا، نہ بسیں، نہ سکوٹر اور نہ ریلوے انجنوں کی چھک چھک اور نہ ٹرکوں کا شور۔ سکون کے ساتھ یہ کچے کوٹھوں اور ڈھلانی چھتوں والا شہر آباد تھا۔ آبادی زیادہ نہیں تھی۔ سڑکیں کچی تھیں، جن پر بیل گاڑی ہی ایک سواری تھی جو کہیں کہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دکھائی دے جاتی تھی ۔ گھوڑوں پر سوار لوگ کہیں نظر نہیں آ رہے تھے ۔

عنبر اور ناگ ایک سرائے میں جا کر اُتر گئے ۔

یہاں لوگ چاول کے ساتھ سبزی اور سرخ مرچیں پیس کر کھاتے تھے ۔ اتنی تیز مرچ عنبر اور ناگ نے پہلے کبھی نہیں کھائی تھی ۔ یہاں سے ایک بیل گاڑیوں کا قافلہ شہر وزیگاپٹم کی طرف روانہ ہو رہا تھا ۔ جو میسور کے صوبے میں تھا ۔

عنبر اور ناگ نے سارے چاندی کے باقی سکے قافلے والے کو دے دیئے اور قافلے کے ساتھ شامل ہو کر شہر وزیگاپٹم کی طرف روانہ ہوئے ۔ یہ شہر سرنگاپٹم اور دریائے کاویری کی وادی سے چند میل کے فاصلے پر واقع تھا جو کہ عنبر اور ناگ کی منزل تھی ۔

اس زمانے میں آج کل کی طرح ریل گاڑی تو نہیں تھی کہ دنوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہو جاتا ۔ بس بیل گاڑیاں ہی تھیں جو کچے راستے پر ہوتے ہوئے دن بھر چلتی رہتی تھیں ۔ راستے میں ہاتھی آ جاتے تو قافلہ رُک جاتا ۔ رات کو پڑاؤ ڈالا جاتا اور مسافر آرام کرتے ۔ دوسرے دن صبح قافلے کا سفر دوبارا شروع ہو جاتا ۔ اسی طرح چھ روز سفر کرنے کے بعد ساتویں روز عنبر اور ناگ وزیگاپٹم پہنچ گئے ۔ یہ شہر اس زمانے کا ایک بڑا شہر تھا جہاں امیر لوگوں کے اونچے محل، حویلیاں اور پرانے باغ تھے ۔

عنبر اور ناگ ایک سرائے میں اُتر گئے ۔

تابوت کھل گیا

ماریا قبر کے اندر پڑی تھی ۔

قبر کے اندر تابوت کے اندھیرے میں پڑے پڑے اُسے چھ روز گزر گئے تھے ۔ اس کی آنکھیں تھوڑی تھوڑی کھلی تھیں ۔ اُسے وقت کا کوئی احساس نہیں تھا کہ کتنے دن گزر گئے ہیں ۔ تابوت میں سیدھے لیٹے لیٹے وہ جیسے خواب کی دنیا میں گم تھی ۔ اس عرصے میں کسی نے اس کے تابوت کو نہیں کھولا تھا ۔ وہ قبرنما انسان جس کی گردن پر انسانی سر کی جگہ قبر کا پتھر لگا تھا، اس عرصے میں اس کے پاس نہیں آیا تھا ۔ ماریا کا ذہن اب بھی عنبر اور ناگ کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ ندی کنارے اس کا انتظار کر کے ہندوستان کی طرف چلے گئے ہوں گے ۔ انہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ ماریا قبر کے اندر زندہ دفن ہے ۔

قبر کے تابوت کے اندر پڑے ہوئے ماریا کو جب سات دن ہو گئے تو اس نے قبر کے چبوترے کے اوپر قدموں کی چاپ سُنی ۔ کوئی آہستہ آہستہ چبوترے پر چل رہا تھا ۔ پھر تابوت کا ڈھکن کھلنے لگا ۔ ڈھکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہٹ گیا اور ماریا نے موم بتی کی روشنی دیکھی — تابوت کے اوپر قبر نما انسان موم بتی ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ ماریا کا حلق خشک ہو رہا تھا۔ اگرچہ وہ کھائے پیے بغیر کئی کئی روز تک زندہ رہ سکتی تھی لیکن اس تابوت میں بند ہو کر پڑے رہنے سے اس کی جسمانی طاقت کمزور ہو گئی تھی اور اسے بہت پیاس لگ رہی تھی۔

اس نے لیٹے لیٹے اپنے پاؤں ہلانے کی کوشش کی — اس کے پاؤں میں ہلکی ہلکی جان آ گئی تھی مگر اب اس کے ہاتھوں میں جان نہیں تھی اور وہ زور لگا کر یا مکا مار کر کسی شے کو توڑ نہیں سکتی تھی اب اس میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اگر ایک مکا مارے تو قبر کے چبوترے کو توڑ کر دو ٹکڑے کر دے، مگر اس کے ہاتھوں میں اتنی جان نہیں رہی تھی۔ موم بتی کی روشنی سے ماریا کو معلوم ہوا کہ باہر رات کا اندھیرا چھایا ہوا ہے — قبر نما انسان اس پر جھکا ہوا تھا —

اس کی گردن پر لگا ہوا قبر کا پتھر بجھا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کوئی بات نہیں کر رہا اور خاموش ہے — اس نے جھک کر ماریا کو اپنے لمبے اور مضبوط بازوؤں میں اٹھا کر تابوت سے باہر نکالا اور قبر سے نکل کر چبوترے پر آ گیا — موم بتی اس نے قبر کے اندر ہی رہنے دی تھی — وہ رات کے اندھیرے اور سناٹے میں قبرستان میں سے گزرنے لگا — اندھیرے میں آنکھیں کھول کر ماریا نے دیکھا کہ وہاں تباہی پھیلی ہوئی تھی —

ہفتہ ہوا، ایک رات اس نے قبر میں لیٹے لیٹے زلزلوں کے جھٹکے محسوس کیے تھے اور باہر درختوں کے گرنے اور موجوں کا شور اور آندھی کی چیخیں سنائی دی تھیں — قبرستان میں جگہ جگہ درخت ایک دوسرے کے اوپر گرے ہوئے تھے — ماریا اس وقت ناگ اور عنبر کے بارے میں سوچنے لگی — خدا کرے کہ وہ جزیرے سے نکل گئے ہوں —

قبر نما انسان ماریا کو بازوؤں پر اٹھائے ایک زمین کے اندر جانے والی سرنگ میں داخل ہو گیا — سرنگ میں بارش کا پانی جمع ہو گیا تھا اور قبر نما انسان پانی میں شڑاپ شڑاپ کرتا چل رہا تھا — سرنگ کے اندر ایک تنگ سی کوٹھڑی آ گئی جو ایک پُراسرار اور چاروں طرف سے بند تہہ خانہ تھا — صرف وہی ایک سوراخ تھا جس میں سے قبر نما انسان ماریا کو لے کر داخل ہوا تھا — یہاں بڑی تیز مشک کافور کی ٹھنڈی بُو رچی ہوئی تھی —

قبر نما انسان نے ماریا کو دیوار کے ساتھ بٹھا دیا — ماریا کو یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسے کوئی دوائی پلا کر اس کے جسم کی آدھی طاقت نکال لی ہے — وہ سر دیوار کے ساتھ لگائے قبر نما انسان کو دیکھ رہی تھی — اس کی گردن پر سر کی جگہ قبر کا پتھر دائیں بائیں گھوم رہا تھا جیسے وہ کچھ دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو — پھر اس نے ایک کونے سے مٹی کھرچی — تھوڑی دیر بعد دیوار میں ایک قبر کا پتھر دکھائی دیا — یہ ایسا پتھر تھا جیسا کہ قبر پر لگا ہوا ہوتا ہے۔ قبر نما انسان نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کی طرف گھوم کر دیکھا — اس کی گردن کا کتبہ جل کر بجھ گیا — پھر ماریا کے کانوں میں آواز آئی :

"اس قبر کے کتبے کو دیکھو "

ماریا نے اپنی آنکھیں قبر کے پتھر پر لگا دیں — وہاں اندھیرے میں ہلکی ہلکی روشنی ابھرنے لگی — پھر ایک جنگل دکھائی دینے لگا۔ اچانک اس نے دیکھا کہ عنبر اور ناگ جنگل میں چلے جا رہے ہیں — ماریا نے انہیں بے اختیار ہو کر زور سے آواز دی —

قبر نما انسان نے کہا :

" وہ تمہاری آواز نہیں سُن سکتے — مجھے ان میں سے ناگ کی ضرورت ہے — ناگ سانپ ہے اور انسان کی شکل میں زندہ ہے — میں اگر اس کی گردن کاٹ کر اس کا سر یموت دیوتا کے مندر میں پیش کروں تو مجھے میرا سر واپس مل جائے گا — میں اس دُنیا کا سب سے بڑا جادو گر تھا — مجھ سے ایک غلطی ہو گئی اور یموت دیوتا نے میرا سر غائب کر کے اس کی جگہ قبر کا کتبہ لگا دیا اور کہا کہ جاؤ اب تم اس وقت تک اسی حالت میں قبرستان میں بھٹکتے پھرو گے جب تک کہ کسی ایسے انسان کا سر کاٹ کر نہ لاؤ جو اصل میں ایک سانپ ہو، لیکن میں یہ کام اس وقت تک نہیں کر سکتا تھا جب تک کہ ایک ایسی عورت کو اپنے قبضے میں نہ کر لوں جو کہ غیبی عورت ہو — میں نے پہلا کام کر لیا ہے اور تمہیں اپنے قبضے میں کر لیا ہے — اب ناگ کا سر کاٹنا باقی ہے —

تمہاری وجہ سے قبر کے اس پتھر نے مجھے یہ دکھا دیا ہے کہ ناگ اپنے دوست عنبر کے ساتھ اس وقت وزیگا پٹم کے جنگل میں دریائے کاویری کی طرف جا رہا ہے — پس اب میں اس کا سر کاٹنے جا رہا ہوں۔ تم اس وقت تک اسی تہہ خانے میں بند رہو گی جب تک کہ میں ناگ کا سر نہیں کاٹ لاتا۔ میرے جانے کے بعد پتھر کی یہ تصویر غائب ہو جائے گی اور تہہ خانے کا راستہ اپنے آپ بند ہو جائے گا "

ماریا پھٹی پھٹی آنکھوں سے قبر نما انسان کی گردن پر لگے قبر کے پتھر کو جلتے بجھتے دیکھ رہی تھی اور اس کی بھاری خرخر کرتی آواز سُن رہی تھی — قبر نما انسان اپنی بات ختم کر کے تہہ خانے کے سوراخ میں سے باہر نکل گیا —

اس کے جاتے ہی سوراخ بند ہو گیا اور دیوار میں قبر کے پتھر پر ناگ اور عنبر کی تصویر آئی تھی، وہ بھی غائب ہو گئی — ماریا کو پہلے اپنی جان کی فکر تھی، اب اسے ناگ کی فکر پڑ گئی۔ وہ چاہتی تھی کہ کسی طریقے سے ناگ کو خبردار کر دے کہ ایک شیطان اس کا سر کاٹنے آ رہا ہے — مگر وہ ناگ کو خبر نہیں کر سکتی تھی — وہ ایک چھوٹی قبر سے نکل کر تہہ خانے کی بڑی قبر میں بند ہو گئی تھی — اس میں اتنی طاقت بھی نہیں تھی کہ اٹھ کر دیوار کو کھرچ سکتی اور باہر نکلنے کی کوشش کرتی — تہہ خانے میں اندھیرا تھا اور اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا — ماریا نے آنکھیں بند کر لیں اور دل ہی دل میں ناگ کی زندگی کی دعائیں مانگنے لگی —

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ادھر ناگ اور عنبر وزیکا پٹم کے ایک جنگل میں سے گزر رہے تھے۔

دن کا وقت تھا۔ ہوا بند تھی۔ موسم گرم تھا۔ جنگل میں حبس ہو رہا تھا۔ دونوں کی منزل سرنگا پٹم شہر سے دُور بہنے والا دریائے کاویری تھا جس کے پاس انہیں ماریا سے ملنے کی پوری امید تھی۔ جنگل سے نکلے تو پہاڑی ٹیلوں کا علاقہ شروع ہو گیا۔ یہ ٹیلے سلیٹی رنگ کی چٹانوں کی طرح تھے۔ ان پر کہیں کہیں خشک جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔

ناگ اور عنبر باتیں کرتے چلے جا رہے تھے کہ انہیں ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے بہت بڑے درخت کے نیچے ایک جھونپڑی دکھائی دی۔ ناگ نے کہا:

"عنبر! کیوں نہ اس جھونپڑی کے پاس بیٹھ کر کچھ دیر آرام کر لیں۔ اگرچہ ہمیں نہ بھوک تنگ کرتی ہے نہ پیاس — اور نہ گرمی سردی محسوس ہوتی ہے، پھر بھی کچھ دیر بیٹھ کر غور کر لیتے ہیں کہ ہم ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں کہ نہیں — ہو سکتا ہے اس جھونپڑی میں کوئی فقیر رہتا ہو، اور وہ ہماری رہنمائی کر سکے۔"

عنبر نے کہا:

"اچھا خیال ہے، آؤ چل کر دیکھتے ہیں۔"

دونوں دوست اور بھائی ہاتھ میں ہاتھ ڈالے جھونپڑی کے پاس آئے۔ جھونپڑی کا گھاس پھونس سے بنا ہوا دروازہ بند تھا۔ ناگ نے باہر سے آواز دی:

"کوئی اندر ہے تو مہربانی کر کے باہر آئے۔ ہم مسافر ہیں اور راستہ بھول گئے ہیں۔"

جھونپڑی کا دروازہ ذرا سا کھلا اور ایک بوڑھے جنگلی آدمی نے باہر منہ نکال کر پوچھا:

"کون ہو بابا! مجھ فقیر کو کیوں تنگ کرتے ہو۔ یہاں کوئی نہیں ہے۔"

بوڑھے کی آواز ڈری ہوئی تھی۔ صاف معلوم ہو رہا تھا کہ اس نے جھونپڑی میں کوئی شے چھپا رکھی ہے۔ ناگ نے آگے بڑھ کر کہا:

"بابا! ہم مسافر ہیں۔ جنگل میں راستہ بھول گئے ہیں۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ سرنگا پٹم کو کونسا راستہ جاتا ہے؟"

بوڑھے نے جلدی جلدی کہا:

"سیدھے چلے جاؤ سیدھے۔"

اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ بند کر دیا۔ عنبر نے ناگ سے کہا:

"مجھے جھونپڑی میں کسی انسان کے کراہنے کی آواز آئی تھی۔ اندر کوئی زخمی آدمی ہے۔"

ناگ بولا:

"ہلکی سی آواز میں نے بھی سنی تھی۔ معلوم کرنا چاہیے کہ اندر کون

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے — شاید اسے ہماری مدد کی ضرورت ہے۔"

یہ کہہ کر ناگ نے دھکا دے کر دروازہ کھول دیا — روشنی اندر آ گئی تو اس نے ایک انگریز بوڑھے کو دیکھا جو فرش پر شدید زخمی حالت میں پڑا تھا — اس کے سارے بدن پر خون جما ہوا تھا اور اس کی نیلی فوجی وردی تھی — اس نے اس کمزوری میں بھی پرانی طرز کا پستول ہاتھ میں لے رکھا تھا اور ناگ کی طرف اس کا رخ کر کے بولا:

"ہینڈز اپ، اگر آگے بڑھے تو گولی مار دوں گا۔"

عنبر نے ناگ کو پیچھے کر دیا اور خود آگے آگیا — پھر وہ بڑی ہمدردی سے بولا:

"آپ زخمی ہیں۔ ہم آپ کے دشمن نہیں — میں آپ کے زخم اچھے کر سکتا ہوں — میں جڑی بوٹیوں سے علاج کر لیتا ہوں۔"

بوڑھے انگریز نے پستول نیچے کر لیا اور کراہتے ہوئے بولا:

"تم کون ہو؟"

عنبر نے کہا:

"ہم مصر کے ملک کے رہنے والے ہیں اور جڑی بوٹیوں کی تلاش میں یہاں گھوم رہے تھے کہ راستہ بھول گئے — آپ کو کس نے زخمی کیا ہے؟"

بوڑھے انگریز نے کہا:

"سرنگاپٹم میں سلطان ٹیپو کے خلاف ہم جنگ کر رہے ہیں — میں

نے ایک فوجی دستے کو لے کر قلعے پر حملہ کیا۔ زبردست جنگ کے بعد سلطان ٹیپو کی فوج نے ہمیں شکست دے دی۔ میں سخت زخمی ہو کر فرار ہو گیا اور اس جنگل میں آ گیا — اس بوڑھے نیک دل کسان نے مجھے جھونپڑی میں پناہ دی۔"

پھر اس بوڑھے انگریز نے بتایا:

"میں مر رہا ہوں — تم میرا علاج نہیں کر سکتے۔ تم ہندوستانی نہیں ہو اس لیے میں تم پر اعتبار کرتا ہوں — سنو میرے پاس ایک ایک خاص کاغذات ہیں — اگر تم سرنگاپٹم انگریزی فوج کے کیمپ میں جا کر جنرل نکلسن کو یہ کاغذات پہنچا دو تو میں آرام سے جان دے سکوں گا۔ یہ بڑے ضروری کاغذات ہیں — کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ میری امانت جنرل تک پہنچا دو گے؟"

بوڑھا انگریز مر رہا تھا۔ عنبر نے کہا:

"میں وعدہ کرتا ہوں لیکن ایک شرط پر — اور وہ یہ ہے کہ ان کاغذات سے سلطان ٹیپو کی زندگی کو تو نقصان نہیں پہنچ سکتا؟"

انگریز نے کہا:

"نہیں، ان کاغذات کا سلطان ٹیپو سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ہماری فوج کے بارے میں ہیں — یہ میری آخری خواہش ہے — کیا تم ایک مرتے ہوئے انسان کی آخری خواہش پوری نہیں کرو گے بیٹے؟"

عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا — ناگ نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے۔ ہم کاغذات پہنچانے کی کوشش کریں گے۔"

بوڑھے انگریز نے بوڑھے کسان کی طرف دیکھا۔ بوڑھے کسان نے جھونپڑی کے کونے سے زمین کھود کر چمڑے کا ایک چھوٹا سا بٹوا دیا۔

"یہ اس بٹوے میں وہ ضروری کاغذات ہیں جو تمہیں جنرل نکلسن کو دینے ہیں۔ میں مرنے کے بعد تمہارے لیے جنت کی دُعا کروں گا۔ خدا تم دونوں کو خوش رکھے۔"

اتنا کہہ کر بوڑھے انگریز نے آخری ہچکی لی اور مر گیا۔ عنبر نے بٹوہ جیب میں رکھ لیا۔ پھر انہوں نے مل کر جھونپڑی کے سامنے ایک قبر کھودی اور انگریز کی لاش کو دفن کر دیا۔ کچھ دیر وہاں بیٹھ کر عنبر اور ناگ بوڑھے کسان سے باتیں کرتے رہے اور سرنگا پٹم کو جانے والے راستے کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے۔

دوپہر کے بعد انہوں نے بوڑھے سے اجازت لی اور اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ بیل گاڑیوں کے قافلے سے وہ وزیگا پٹم کے سو میل آگے جا کر جدا ہو گئے تھے، کیونکہ قافلہ وہاں سے واپس چلا جاتا تھا۔ شام تک دونوں دوست پہاڑی ٹیلوں میں سفر کرتے رہے۔ جب رات کا اندھیرا پھیلنے لگا تو وہ ایک کھائی میں سے گزر رہے تھے۔ عنبر نے ایک طرف غار کے چھوٹے سے کھوہ کو دیکھ کر کہا:

"یار میرا خیال ہے اس جگہ رات بسر کرتے ہیں۔"

یہاں کھائی ختم ہوتی تھی۔ ناگ بولا:

"یہ جگہ تنگ سی ہے۔ کیوں نہ آگے چل کر کوئی کھلی جگہ دیکھیں۔"

وہ کھائی سے باہر نکل آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ایک ٹیلے پر کسی پرانے قلعے کا کھنڈر ہے، جس کی برجیاں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں۔ باہر ایک چبوترے پر بیل کا کالا بُت بنا ہوا ہے جس کا ایک سینگ ٹوٹا ہوا ہے۔

ناگ بولا:

"یہ جگہ ٹھیک رہے گی۔ ہم اس چبوترے پر رات بسر کریں گے۔"

ٹیلے پر چڑھ کر وہ چبوترے پر آ کر بیٹھ گئے۔ یہ چبوترہ پرانے زمانے کا تھا۔ اس کا فرش پتھر کا تھا اور جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکا تھا۔ اس کی ایک روش بھی تھی۔ ناگ روش میں بڑے آرام سے ٹیک لگا کر لیٹ گیا۔

"بڑی اچھی جگہ ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ میں تو اسی جگہ سو رہوں گا۔"

عنبر بھی سامنے والی روش میں جا کر لیٹ گیا۔

"اور میں اس جگہ رات بسر کر لوں گا۔ اگرچہ ہمیں نیند کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، لیکن میرا خیال ہے کہ جب اتنی خوشگوار ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہو تو کچھ دیر سو کر آرام کر لینا چاہیے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے انگریز کا بٹوہ جیب میں اندر کر کے رکھ لیا اور بولا
خدا جانے اس بٹوے میں کیا ہے؟"

ناگ بولا:

"میرا تو خیال ہے کہ ہم اس بٹوے کو سلطان ٹیپو کو جا کر

دے دیتے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"یہ امانت میں خیانت ہوگی۔ ہم نے مرتے ہوئے انسان سے
وعدہ کیا ہے اسے پورا کرنا ہوگا۔"

ناگ خاموش رہا — پھر بولا:

"کم از کم بٹوے کو کھول کر تو دیکھیں کہ کاغذ میں کیا لکھا
ہے۔ اگر اس میں سلطان ٹیپو کے خلاف کسی سازش کا ذکر ہے تو
کم از کم میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ اسے ضائع کر دو۔"

عنبر نے جیب سے بٹوہ نکال کر کھولا — اس کے اندر ایک موٹی
کاغذ تہہ کر کے رکھا ہوا تھا — ناگ نے پتھروں کو رگڑ کر آگ جلائی۔
آگ کی روشنی میں انہوں نے دیکھا کہ موٹی کاغذ پر ایک نقشہ بنا ہوا
تھا اور انگریزی میں ان فوجوں کی تعداد اور گولہ بارود کا ذکر تھا جو
پنجاب کے سکھ حکمران انگریزوں کو روانہ کر چکے ہیں —

عنبر نے کہا:

"یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے — میدان جنگ میں ایسا ہوتا
ہی رہتا ہے — یہ کاغذ ہم جس کی امانت ہے اسے پہنچا دیں گے۔"

ناگ بولا:

"لیکن میں سلطان ٹیپو کی فوج کے جرنیل کو بھی یہ بتا دوں
گا کہ پنجاب کے سکھوں کی طرف سے انگریزوں کو بھاری فوجی امداد
اور گولہ بارود ملنے والا ہے۔"

"ہاں، تم ایسا کر سکتے ہو۔ بلکہ میں خود یہ بات بیان کر دوں گا۔"

آگ بجھنے لگی تھی — ناگ اور عنبر اب ماریا کے بارے میں باتیں
کرنے لگے —

"جوگی بابا کی پیشین گوئی غلط نہیں ہو سکتی — خدا نے چاہا تو ماریا
ہمیں دریائے کاویری کی وادی میں ضرور مل جائے گی۔"

ناگ بولا:

"مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اس پر کسی جادوگر کی گرفت ہو گئی
ہے —"

"خدا نے چاہا تو وہ جادوگر کے پنجے سے نکل چکی ہوگی۔"

چونکہ انہوں نے سونے کا ارادہ کیا ہوا تھا اس لیے وہ دونوں لیٹ
گئے۔ صندل کے جنگلوں کی طرف سے ٹھنڈی ٹھنڈی خوشبو والی ہوا
کے جھونکے آ رہے تھے — ناگ ویسے ہی خوشبو والی ہواؤں میں مست ہو جایا کرتا
تھا جیسا کہ گرمیوں کے موسم میں وہ سانپ مست ہو جاتے ہیں جو رات
کی رانی کی جھاڑیوں میں بیٹھے ہوں — پہلے ناگ کو نیند آگئی۔ اس کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بعد عنبر اونگھتے اونگھتے نیند کی دنیا میں گم ہوگیا۔

اب ایسا اتفاق ہوا کہ آدھی رات کو اسی طرف تین ٹھگ بھی آنکلے۔ قلعے کا یہ کھنڈر ان کا ٹھکانہ تھا۔ ابھی ابھی انہوں نے دو مسافروں کا رومال سے گلا گھونٹ کر انہیں ہلاک کر ڈالا تھا اور ان کے چاندی کے روپوں کی تھیلی لوٹ کر آپس میں بانٹنے کے لیے ٹھکانے پر آرہے تھے۔ یہ ہندوستان کے مشہور ٹھگوں کے ساتھی تھے۔ یہ لوگ آدھی رات کو گھات لگا کر بیٹھ جاتے ہیں، جب کوئی اکا دکا مسافر ادھر سے گزرتا ہے تو اس کے گلے میں رومال ڈال کر اتنی تیزی سے گلا گھونٹ ڈالتے ہیں کہ مرنے والے کو خبر بھی نہیں ہوتی۔

تینوں ٹھگ آپس میں باتیں کرتے بڑے مزے سے چلے آرہے تھے۔ جب وہ چبوترے کی طرف آئے تو اچانک ایک ٹھگ نے دوسرے کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ وہ تینوں وہیں چھپ گئے اور ستاروں کی ہلکی ہلکی روشنی میں عنبر اور ناگ کو تکنے لگے۔ ایک ٹھگ نے آہستہ سے کہا:

"کوئی مسافر لگتے ہیں۔ چلو ان کا بھی صفایا کرتے ہیں۔ ضرور ان کے پاس مال ہوگا۔"

دوسرا ٹھگ بولا:

"یہ کام میں کروں گا اور سن رکھو، جتنا مال نکلا، اس کا آدھا میرا ہوگا۔ دوسرے آدھے کے تم دونوں حقدار ہوگے۔"

دونوں ٹھگ راضی ہوگئے۔ کیونکہ یہ ٹھگ ان کا سردار تھا۔

عنبر اور ناگ چبوترے پر آمنے سامنے روش پر سو رہے تھے۔ ایک ٹھگ دبے پاؤں چل کر ان کے سرہانے آکر کھڑا ہوگیا۔ سردار ٹھگ نے لال رومال اپنے ہاتھ میں لے کر اس کا کونا انگلیوں میں دبایا اور آگے بڑھا۔

یہ ناگ کی خوش قسمتی تھی کہ سردار ٹھگ اس کے بجائے عنبر کی طرف آگیا کہ پہلے اسے ہلاک کرے۔ اگر بدقسمتی سے ٹھگ کا رخ ناگ کی طرف ہو جاتا تو یہ لوگ اپنے کام میں اس قدر ماہر ہوتے تھے کہ ناگ کا زندہ بچنا بہت مشکل تھا۔ وہ ایک سیکنڈ کے اندر اندر ناگ کے گلے میں رومال کا پھندا ڈال کر اسے ہلاک کر دیتا۔ ناگ اسی طرح گہری نیند سو رہا تھا۔

سردار ٹھگ عنبر کے قریب آکر جھک کر بیٹھ گیا۔ عنبر نیند کی دنیا میں گم تھا۔ عنبر کبھی نہیں سوتا تھا، لیکن جب سوتا تو پھر گھوڑے بیچ کر سوتا تھا۔ سردار ٹھگ نے رومال کو بجلی کی طرح لہرایا اور پھر اسے عنبر کی گردن میں ڈال کر پھندے کو پوری طاقت سے کس دیا۔ وہ اپنی طرف سے عنبر کو مار چکا تھا۔ لیکن سردار ٹھگ نے محسوس کیا کہ جس سوتے ہوئے مسافر کی گردن میں اس نے رومال کا پھندا ڈالا ہے، اس کی گردن لوہے کی طرح سخت ہے۔ وہ حیران ہو کر رومال کو دوسری بار عنبر کی گردن میں ڈالنے لگا تو عنبر کی آنکھ کھل گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر کی آنکھ کا کھلنا ہی بہت تھا — اس نے اپنے اوپر دو آدمی کو اور ایک آدمی کو ناگ کے سرہانے کھڑے دیکھا تو سارا معاملہ سمجھ گیا کہ یہ ڈاکو ہیں اور ان کو مار کر لوٹنا چاہتے ہیں — عنبر کو ناگ کی فکر پڑ گئی — کیونکہ ناگ کو سوتے میں قتل کیا جا سکتا تھا — عنبر نے زور سے ناگ کو آواز دی — ناگ ایک دم جاگ پڑا — تینوں ٹھگ بھی ہوشیار ہو گئے — انہوں نے حملہ کر دیا، لیکن بھلا وہ عنبر اور ناگ کا کیا بگاڑ سکتے تھے — عنبر نے اپنی پرانی مصری زبان میں کہا کہ ذرا تماشا کرتے ہیں —

ناگ سمجھ گیا کہ عنبر کس قسم کا تماشا کرنا چاہتا ہے۔

عنبر اداکاری کرتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر بولا:

”حضور، ہمیں آپ کیوں مارنا چاہتے ہیں — ہم تو غریب مزدور ہیں —“

ناگ بھی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور بڑی عاجزی سے بولا:

”غریب لوگ ہیں — رہنے کو ٹھکانا نہیں — جنگل میں رات آ گئی تو یہیں پڑ کر سو گئے — معاف کر دیں۔“

سردار ٹھگ نے قہقہہ لگایا اور کڑک کر بولا:

”تم لوگوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ اب ہم تمہیں زندہ نہیں چھوڑ سکتے — بس مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔“

عنبر نے ہاتھ باندھ کر کہا:

”حضور، ہمارے پاس جو چاندی کے سکے ہیں، وہ لے لیں اور ہمیں نہ ماریں۔ ہم بال بچے دار غریب مزدور ہیں — شہر سے مزدوری کرنے نکلے تھے — ہماری جان بخشی کر دیں۔“

دونوں ٹھگوں نے خنجر نکال رکھے تھے اور سردار ٹھگ کے حکم کا انتظار کر رہے تھے — سردار ٹھگ نے عنبر کی طرف گھور کر دیکھا اور پوچھا:

”الو کے پٹھے، یہ بتاؤ تم نے گردن میں لوہے کا پٹا ڈال رکھا ہے کیا؟ تمہاری گردن اتنی سخت کیوں تھی؟“

عنبر نے جھٹ کہا:

”حضور، میری گردن آپ کے خوف کے مارے پتھر کی ہو گئی ہے۔“

سردار ٹھگ غصے سے گرجا:

”بکواس بند کرو، تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو۔ جانتے ہو میں اس علاقے کا سب سے بڑا ٹھگ ہوں۔ میں سیکڑوں آدمیوں کو اس رومال کی مدد سے ہلاک کر چکا ہوں — تم بھی مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔“

عنبر نے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

”ناگ بھائی، یہ لوگ تو بالکل ہی نہیں مانتے — اب کیا خیال ہے تمہارا؟“

ناگ نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میرا خیال ہے پہلے میں مروں گا۔"

پھر وہ سردار ٹھگ کی طرف دیکھ کر بولا:

"سردار ٹھگ جی، پہلے مجھے مارنا۔ مجھے مرنے کا بڑا شوق ہے۔ لیکن ذرا سنبھل کر، کیونکہ میں بہت کمزور ہوں۔"

سردار ٹھگ نے جھنجلا کر اپنے ساتھیوں سے کہا:

"منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ قتل کر دو ان مسخروں کو۔ بعد میں ان کی تلاشی لیں گے۔"

عنبر نے ناگ کو سیٹی مار کر کہا:

"ناگ بھائی اب ذرا ان کو تھوڑا مزا چکھا دو۔ کم بختوں نے ہماری نیند خراب کر دی ہے۔"

ناگ نے سر جھکا کر کہا:

"جو حکم میرے آقا۔"

سردار ٹھگ کو بے حد غصہ آنے لگا کہ یہ کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر دیا۔ دونوں ٹھگ خنجر لے کر ناگ اور عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ مگر اس دوران میں ناگ نے ایک گہرا سانس لیا اور وہ چڑیا بن کر چھت سے اڑ کر کھنڈر کے ایک برج میں جا کر بیٹھ گیا۔ تینوں ٹھگ دنگ رہ گئے کہ ابھی ابھی جو ایک انسان وہاں کھڑا تھا وہ کہاں غائب ہو گیا۔

عنبر نے قہقہہ لگا کر کہا:

"آؤ دوستو، اب مجھ پر حملہ کرو۔"

سردار ٹھگ نے جیب سے لمبا چاقو نکال کر عنبر پر حملہ کر دیا۔ جوں ہی اس نے چاقو عنبر کی گردن پر مارا، چاقو ٹوٹ کر دور جا پڑا۔ عنبر نے سردار ٹھگ کو ٹانگ سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا اور پھر اپنے سر کے اوپر گھما کر دو چکر دیے اور زور سے چبوترے کی دیوار کے ساتھ دے مارا۔ ایک پٹاخے کی سی آواز آئی اور قاتل سردار ٹھگ کے تین ٹکڑے ہو گئے۔ اتنے میں ناگ بھی پھنیئر سانپ بن کر پھن اٹھائے وہاں آ کر زور سے پھنکارا۔ دونوں ٹھگ پہلے ہی اپنے سردار کا بھیانک انجام دیکھ کر خوف زدہ تھے۔ اب جو انہوں نے ایک کالا سانپ پھن اٹھائے اپنی طرف آتا دیکھا تو دہشت سے کانپنے لگے۔ عنبر نے ناگ سے کہا:

"ناگ یہ قاتل ہیں۔ ان کو زندہ نہ چھوڑنا۔"

اس پر دونوں ٹھگ ہاتھ باندھ کر بولے:

"اے دیوتا، ہم نے آج تک کسی کو نہیں مارا۔ سارے قتل ہمارے سردار نے کیے تھے۔"

اس کے ساتھ ہی انہوں نے ناگ کے آگے سجدہ کر دیا۔ وہ ناگ کو سانپوں کا دیوتا سمجھ رہے تھے۔ یہ ہندو لوگ تھے اور سانپوں کی بھی پوجا کرتے تھے۔ ناگ نے اپنا پھن گھما کر عنبر کی طرف دیکھا۔ عنبر نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اگر یہ قاتل نہیں ہیں تو ٹھیک ہے، انہیں معاف کر دو۔"
ناگ نے پھنکار ماری اور انسان کی شکل میں آ گیا۔ ٹھگ تو حیران پریشان تھے۔ سجدے سے اٹھ کر گڑگڑانے لگے۔

"ناگ دیوتا، ہمیں معاف کر دو۔"

ناگ نے عنبر سے کہا:

"عنبر بھائی، انہیں یہاں سے بھگا دو۔ کم بخت ہماری نیند خراب کرنے کہاں سے آ گئے ہیں۔ کتنے سو سال کے بعد کہیں آنکھ لگی تھی۔"

قبر نما انسان

عنبر نے ٹھگوں سے کہا:

"اچھا ہم تمہیں معاف کرتے ہیں۔ تمہاری جان بخشی کرتے ہیں مگر ایک وعدہ کرو کہ تم نے جن لوگوں کا مال و دولت لوٹا ہے وہ ان کے گھروں میں ایمانداری سے جا کر واپس پہنچا دو گے۔"

ٹھگ بولے:

"اے دیوتا، ہم وعدہ کرتے ہیں کہ سب کا مال ان کے بال بچوں کو جا کر واپس کر دیں گے۔"

ناگ نے غور کرتے ہوئے کہا:

"یاد رکھو، اگر تم نے ایسا نہ کیا اور اپنے وعدے سے پھر گئے تو میں دیوتا ہوں۔ میں اسی وقت سانپ بن کر آ جاؤں گا اور تمہیں ڈس کر ہلاک کر دوں گا۔"

ٹھگ سجدے میں گر پڑے

"اے دیوتا، ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔"

عنبر نے انہیں قبرستان سے اٹھا دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بچاؤ صرف خدا کو کیا جاتا ہے۔ کسی انسان کو سجدہ نہیں کیا جاتا۔ اب تم یہاں سے بھاگ جاؤ اور جہاں مال دولت جمع کر رکھی ہے وہاں سے نکال کر لوگوں میں بانٹ دو۔"

"جو حکم دیوتا مہاراج۔"

اور ٹھگ ہاتھ باندھ کر جھکے اور ڈرتے ڈرتے پیچھے ہٹے۔ اندھیرے میں گم ہو گئے۔ ناگ نے ان کے جانے کے بعد عنبر سے کہا:

"اب میرا خیال ہے، سونا بے کار ہے۔ رات کا پچھلا پہر ہو گیا ہے۔ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے بعد صبح ہو جائے گی۔ اس لیے آگے چلنا چاہیے۔"

"اچھا خیال ہے۔"

عنبر نے کہا۔ وہ دونوں چبوترے پر سے نیچے اترے اور قلعے کے کھنڈر کی پرانی سیاہ کالی دیوار کے قریب سے گزرتے ہوئے آگے کی طرف چل پڑے۔ ابھی چاروں طرف رات کا اندھیرا تھا۔ صرف آسمان پر جہاں سورج نے نکلنا تھا۔ وہاں تھوڑی تھوڑی نیلی روشنی ہو گئی تھی۔ پرانے قلعے کی کالی کالی دیواروں سے نکل کر دونوں لمبے سفر کے پرانے دوست اور ساتھی اندھیرے میں ایک کچے راستے پر چلنے لگے۔ یہ پگڈنڈی سی تھی اور اس کے دو ٹیلوں میں سے ہو کر ایک وادی میں چلی گئی تھی۔ آس پاس چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلے ہی ٹیلے تھے۔ ان کے درمیان میں آگے جا کر ایک وادی آ جاتی تھی۔ جس میں ایک چبوترے پر کالے پتھروں کی بارہ دری سی

تاریک عمارتوں میں سے تھی۔ اس کے ستونوں پر بیلیں چڑھی ہوئی تھیں۔ چلتے چلتے جب عنبر اور ناگ اس بارہ دری کے پاس پہنچے تو انہیں کسی کے گہرے گہرے خوفناک سانس لینے کی آواز آئی۔ عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا۔ اندھیرے میں ناگ کی سرخ آنکھیں بھی چمک رہی تھیں اور معلوم کرنے کی کوشش کر رہی تھیں کہ یہ سانس لینے کی آواز کس طرف سے آ رہی ہے؟ ناگ نے آہستہ سے کہا:

"شاید کوئی ریچھ ہے۔ ہوشیار رہنا۔"

وہ رک گئے۔ سانس کی آواز رک گئی۔ وہ پھر آگے بڑھے چند قدم چلے تھے کہ پھر وہی آواز آئی۔ اس بار آواز بہت قریب سے آ رہی تھی۔ اور کسی انسان کی آواز معلوم ہوتی تھی۔ عنبر نے اندھیرے میں ناگ کی طرف جھک کر آہستہ سے کہا:

"ناگ! یہ تو کسی انسان کی آواز ہے۔"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ چوکنا ہو کر دائیں بائیں غور سے دیکھ رہا تھا۔ بارہ دری سنسان تھی۔ جھاڑیوں میں ایک ٹھنڈا ہول رہا تھا۔ جو اب سانس کی وحشت بھری آواز سن کر چپ ہو گیا تھا۔ جھاڑیوں میں سرسراہٹ ہوئی۔ عنبر اور ناگ نے چونک کر دیکھا جھاڑیاں خاموش ہو گئیں۔ عنبر نے ایک شاخ کو ہلتے دیکھا تھا۔ ناگ نے کہا:

"تم یہاں ٹھہرو۔ میں جا کر دیکھتا ہوں۔ جھاڑیوں میں کون ہے۔"

ناگ جھاڑیوں کے اندر چلا گیا — یہ جنگلی جھاڑیاں تھیں جو بہت بڑے گھیر میں پھیلی ہوئی تھیں — اس کے اندر تھوڑی سی زمین خالی تھی — اسی زمین میں ناگ کو ایک قبر نظر آئی جو کھلی تھی۔ وہ اس پر جھک کر دیکھنے لگا — قبر کے اندر ایک تابوت کھلا پڑا تھا۔ وہ عنبر کو بلانے کے لیے پیچھے مڑا ہی تھا کہ ٹھٹک کر رہ گیا — اس کے پیچھے ایک بے بازوؤں والا اونچے قد کا سیاہ لباس پہنے ایک قبر نما انسان کھڑا تھا جس کی گردن پر انسانی سر کی بجائے قبر کا کتبہ یعنی قبر کا پتھر لگا تھا۔ قبر نما انسان کے ہاتھوں نے بجلی کی طرح حرکت کی اور ناگ کی گردن کو آگے بڑھ کر دبوچ لیا۔

ناگ ایک سیکنڈ کے اندر اندر سمجھ گیا کہ یہ کوئی قبر کی بلا ہے اور اسے ہلاک کرنا چاہتی ہے۔ اس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا — اس کا سارا جسم قبر نما انسان کے ہاتھ لگنے سے برف کی طرح ٹھنڈا پڑ گیا تھا — اس نے گہرا سانس لیا اور دوسرے ہی لمحے وہ اونچا لمبا بہت بڑا ہاتھی بن گیا۔

ناگ کو معلوم تھا کہ اگر وہ سانپ یا چڑیا بنا تو یہ قبر نما انسان اسے مٹھی میں ہی کچل کر رکھ دے گا — وہ کوئی ایسا جانور بننا چاہتا تھا جو بہت بڑا ہو اور قبر نما انسان کے ہاتھوں سے فوراً نکل جائے — ہاتھی بنتے ہی ناگ زور سے چنگھاڑا اور اپنی سونڈ سے قبر نما انسان پر حملہ کر دیا — قبر نما انسان نے کھلی قبر کے تابوت میں چھلانگ لگا دی — ناگ کی چنگھاڑ کی آواز سن کر عنبر لپک کر جھاڑیوں کے اندر آ گیا — کیا دیکھتا ہے کہ وہاں ایک ہاتھی کھڑا اپنی سونڈ سے قبر کو اکھاڑ رہا ہے —

عنبر نے کہا:

"کیا ہوا ناگ! یہاں کون تھا؟"

ناگ اسی وقت انسانی شکل میں واپس آ گیا اور قبر نما انسان کے بارے میں عنبر کو بتایا — عنبر بھی حیران ہوا کہ اس قسم کا بھوت تو انہوں نے کبھی نہیں دیکھا کہ جس کا سارا جسم انسان کا ہو اور سر پر قبر کا پتھر لگا ہوا ہو — وہ قبر میں اتر گئے — قبر نما انسان کے تابوت کا ڈھکنا کھول کر باہر پھینک دیا — تابوت اندر سے بالکل خالی تھا —

"وہ کہاں چلا گیا؟" ناگ بولا: "اس نے میری آنکھوں کے سامنے اس تابوت میں چھلانگ لگائی تھی۔"

عنبر نے کہا:

"اسے جانے دو ناگ — یہ کوئی آسیب تھا — چلو یہاں سے نکل چلتے ہیں۔"

وہ قبر سے باہر نکل آئے اور جھاڑیوں سے گزر کر آگے روانہ ہو گئے۔ وہ ابھی تک قبر نما انسان کی باتیں کر رہے تھے کہ وہ کون تھا؟ کہاں سے آیا تھا اور اس نے ناگ کو ہلاک کرنے کی کوشش کیوں کی تھی؟

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دُور انہیں پچھلے پہر کے اجالے میں ایک شہر کی فصیل اور مکانوں کے دھندلے دھندلے خاکے نظر آئے — یہ میسور کا شہر تھا۔ شہر کی فصیل کے اوپر بھاری توپوں کے خاکے بھی ابھر رہے تھے — دوسری طرف سامنے میدان میں انگریزی فوج نے کیمپ لگایا ہوا تھا۔ اس کے خیموں کی قطاریں دور تک چلی گئی تھیں —

عنبر نے کہا:

"یہ انگریزی فوج ہے جس نے سلطان ٹیپو کے شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے — اسی کیمپ میں کہیں جنرل نکلسن کا خیمہ بھی ہے جسے ہمیں نے بوڑھے جرنیل کی دی ہوئی امانت واپس کرنی ہے۔"

ناگ نے کہا:

"تو چلو سب سے پہلے اسے اس کی امانت جا کر واپس کرتے ہیں — پھر شہر میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے کیونکہ دریائے کاویری شہر کی دیوار کے دوسری طرف بہتا ہے اور اسی دریا پر ہمیں ماریا کے ملنے کی امید ہے۔"

سورج نکل چکا تھا — جب عنبر اور ناگ انگریزی فوج کے کیمپ کے قریب پہنچے — نیلی وردی والے دو انگریز سنگینوں والی لمبی پرانی بندوقیں اٹھائے پہرہ دے رہے تھے — انہوں نے جو دو سانولے لڑکوں کو کیمپ کی طرف بے خوفی سے آتے دیکھا تو وہیں چلا کر کہا:
"ہالٹ" اور سنگینوں کا رخ ان کی طرف کر دیا۔

ناگ نے آگے بڑھ کر کہا:

"ہم مصر کے باشندے ہیں — ہندوستانی نہیں ہیں — ہمیں جنرل نکلسن سے ملنا ہے۔"

گوروں نے جب انہیں صاف انگریزی زبان میں بات کرتے سنا تو پوچھا:

"تم لوگ کہاں سے آ رہے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"ہم سیاح ہیں — ملک ملک کی سیر کرتے لنکا کی طرف سے ہندوستان میں داخل ہوئے ہیں۔"

دوسرے انگریز فوجی نے سنگین عنبر کی پسلی میں چبھو کر کہا:

"تم بکواس کرتے ہو — تم سلطان ٹیپو کے جاسوس ہو — چلو ادھر۔"

اور وہ عنبر اور ناگ کو دھکیلتے ہوئے ایک کیمپ میں لے گئے۔ جو ان کی جیل کوٹھڑی تھی — عنبر نے بہت کہا مگر کسی نے ان کی ایک نہ سنی آخر جب ایک انگریز کپتان نے دونوں سے آ کر پوچھ گچھ کی تو عنبر نے جیب سے چمڑے کا بٹوہ نکال کر کہا:

"مجھے تمہاری فوج کے ایک بوڑھے جرنیل نے مرتے وقت یہ بٹوہ دیا تھا کہ میں اسے جرنیل نکلسن کو پہنچا دوں اور ہم یہ امانت دینے ادھر آئے تھے کہ تمہارے فوجیوں نے ہمیں پکڑ لیا — برائے مہربانی ہمیں جنرل نکلسن کے پاس لے چلو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انگریز کپتان نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سر سے پاؤں تک عنبر اور ناگ کو تکتا رہا، پھر اس کے ہاتھ سے بٹوہ لینے لگا تو عنبر نے ہاتھ پیچھے کر لیا:

"یہ بٹوہ ایک خاص دستاویز ہے۔ اسے صرف جرنیل نکلسن کے حوالے کیا جائے گا۔"

انگریز کپتان نے کہا:

"جرنیل نکلسن کو ملنا بہت مشکل ہے۔ وہ اس وقت جنگی کانفرنس میں ہے۔ یہ بٹوہ تم مجھے دے دو۔ میں اسے پہنچا دوں گا۔"

عنبر نے انکار کر دیا۔ اس پر انگریز فوجی نے عنبر کے منہ پر زور سے مکا مارا اور بٹوہ چھیننے کی کوشش کی۔ عنبر نے انگریز کپتان کو گردن سے پکڑ کر چوہے کی طرح زمین سے اوپر اٹھایا اور پھر آہستہ سے جھٹکا دے کر نیچے پھینک دیا۔ انگریز کپتان عنبر کی طاقت دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس نے آج تک ایسا طاقتور لڑکا نہیں دیکھا تھا۔ وہ سہم گیا، ڈر گیا اور بولا:

"بس۔ میں تمہیں جرنیل نکلسن سے ملاتے دیتا ہوں۔ میرے ساتھ آؤ۔"

عنبر اور ناگ کو لے کر انگریز کپتان جرنیل نکلسن کے کیمپ کی طرف چل پڑا۔ جرنیل کا کیمپ فوجی کیمپوں کے درمیان میں تھا۔ وہاں بڑا زبردست پہرہ تھا۔ عنبر اور ناگ کو باہر کھڑا کر کے انگریز کپتان اندر

چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک اونچا لمبا جرنیل نیلی اور سنہری وردی میں بڑی شان سے چلتا عنبر کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اپنی نیلی گہری آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔ پھر بولا:

"لڑکے، تم ہمارے جرنیل کی امانت لائے ہو؟"

عنبر نے جواب دینے کی بجائے بٹوہ آگے کر دیا۔ جرنیل نکلسن اپنے دوست اور ساتھی جرنیل کے بٹوے کو پہچانتا تھا۔ اس نے جلدی سے بٹوہ لے کر اسے کھولا۔ اس کے اندر ایک موٹا کاغذ لپٹا ہوا تھا جس پر پنجاب سے آنے والی فوجی امداد کی نقل و حرکت اور تعداد لکھی ہوئی تھی۔ جرنیل نکلسن تو حیران رہ گیا۔ اس کاغذ کی اسے بہت ہی ضرورت تھی۔ اس نے خوش ہو کر عنبر اور ناگ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ دیئے اور بولا:

"میرے بچو، تم نے ایک قیمتی امانت واپس کر کے بہت بڑی ایمانداری کا ثبوت دیا ہے۔ آؤ میرے ساتھ ناشتا کرو۔"

عنبر بولا:

"شکریہ، ہم ناشتا نہیں کیا کرتے۔ ہم نے آپ کی امانت آپ کو پہنچا دی ہے۔ اب ہمیں اجازت دیں۔"

"تم کہاں جاؤ گے؟ شہر کے دروازے بند ہیں۔ تم شہر میں داخل نہیں ہو سکو گے۔ کیونکہ تم مسلمان ہو اور سلطان ٹیپو کو جا کر ہماری خبر دینے کی ضرور کوشش کرو گے۔ ٹھیک ہے، میں تمہیں اس سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں روکوں گا، مگر تم شہر میں داخل نہیں ہو سکو گے۔"
عنبر نے کہا:
"جنرل صاحب، سلطان ٹیپو کو خبر دینے یا نہ دینے سے کوئی فائدہ یا نقصان نہیں ہو گا ــ اس جنگ کا انجام کیا ہوتا ہے؟ اس کی ہمیں پہلے ہی سے خبر ہے۔"
"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو؟" جنرل نکلسن نے حیرانی سے پوچھا۔
عنبر نے کہا:
"اس لیے کہ ہم یہ جنگ پہلے بھی دیکھ چکے ہیں۔"
"کیا مطلب؟"
جنرل نکلسن نے اب مسکراتے ہوئے پوچھا ــ کیونکہ وہ ان دونوں کو کوئی پاگل خیال کر رہا تھا۔ جنہوں نے بہر حال ایک قیمتی امانت ضرور واپس کر دی تھی ــ ناگ سمجھ گیا کہ جنرل ان کو پاگل سمجھ رہا ہے۔ اسے بڑا غصہ آیا ــ اس نے کہا:
"جنرل صاحب، ہم پاگل نہیں ہیں ــ آپ سے زیادہ ہوشیار اور عقلمند ہیں ــ ہم پانچ ہزار سال سے سفر کرتے آ رہے ہیں اور ایک بار پہلے بھی یہاں سے گزر چکے ہیں۔ اب ہم پانچ ہزار سال کے واپسی کے سفر پر ہیں ــ اس لیے ہم جانتے ہیں کہ اس جنگ کا کیا انجام ہو گا۔ ایک بار پہلے بھی یہ جنگ ہمارے سامنے لڑی گئی تھی ــ"
جنرل نکلسن کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اس نے اپنے انگریز

کپتان کی طرف دیکھا اور پھر مسکرا کر عنبر کے کندھے کو تھپتھپایا اور کہا:
"اچھا، یہ بتاؤ کہ اس جنگ میں کس کو فتح ہو گی؟"
عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا، جیسے پوچھ رہا ہو کہ کیا ہمیں اس سوال کا جواب دینا چاہیے؟ ناگ نے سر ہلا دیا ــ
عنبر نے کہا:
"ہمیں اس سوال کا جواب دینے کی اجازت نہیں ہے۔ اچھا خدا حافظ۔"
عنبر اور ناگ نے جنرل نکلسن سے اجازت لی اور کہا کہ انہیں حفاظت کے ساتھ فوجی کیمپ سے باہر دریائے کاویری پر پہنچا دیا جائے ــ جنرل نے ایک بار پھر ان دونوں کا شکریہ ادا کیا اور دو فوجی ساتھ کر دیے جو دونوں کو ساتھ لے کر فوجی خیموں سے باہر میدان کی آخری سرحد تک چھوڑ آئے ــ عنبر اور ناگ انگریزی فوجی کیمپ سے تھوڑی دور جا کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے ــ ان کے سامنے کچھ فاصلے پر میسور شہر کی اونچی فصیل تھی۔ جس پر توپیں لگی ہوئی تھیں اور سلطان ٹیپو کی فوج کے سپاہی برجیوں میں کھڑے پہرہ دے رہے تھے دھوپ خوب نکلی ہوئی تھی ــ فضا میں گرمی تھی ــ
ناگ نے کہا:
"میرا خیال ہے ہمیں سب سے پہلے دریائے کاویری پر جا کر رات کا انتظار کرنا چاہیے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر بولا:

"دریائے کاویری یہاں سے دو میل کے فاصلے پر شہر کے دوسری جانب بہتا ہے۔ ہم وہاں کس جگہ بیٹھ کر ماریا کا انتظار کریں؟"

"یہ وہاں چل کر دیکھ لیں گے۔" ناگ نے جواب دیا۔

دونوں دوست میدان کے کنارے کنارے ہو کر دریا کی طرف روانہ ہو گئے۔ دریائے کاویری چھوٹے چھوٹے سیاہ ٹیلوں میں سے تیزی نکل کر شہر کی فصیل کے ساتھ ساتھ بہہ رہا تھا۔ ادھر بھی سلطان ٹیپو کے سپاہی پہرہ دے رہے تھے کہ کہیں انگریزی فوج کے دستے دریا کے راستے شہر کی فصیل پہ نہ چڑھ آئیں۔

عنبر اور ناگ دریا کے کنارے آ کر رک گئے۔ دریا کا پانی بڑی تیزی کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ انہوں نے قریب ہی نیم کے درختوں میں ایک چبوترہ سا بنا ہوا دیکھا۔ وہ اس خیال سے اس کی طرف بڑھے کہ وہاں بیٹھ کر ماریا کا انتظار کریں گے۔ جب وہ چبوترے کے پاس آئے تو پیچھے سے چھ سات فوجیوں نے انہیں پکڑ لیا۔

"کون ہو تم؟"

یہ سلطان ٹیپو کے سپاہی تھے اور مسلمان مرہٹے تھے۔ عنبر اور ناگ انہیں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے تھے۔ انہوں نے بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ سیاح ہیں اور دریا کنارے اپنے ایک دوست کا انتظار کرنے کے لیے آئے ہیں، لیکن سپاہیوں نے ایک

نہ سنی اور انہیں پکڑ کر شہر کی فصیل کی طرف لے چلے۔ عنبر نے اپنی پرانی مصری زبان میں ناگ سے کہا:

"اب کیا کریں ناگ؟"

ناگ نے کہا:

"یہ مسلمان بھائی ہیں اور ان کا کوئی قصور بھی نہیں ہے۔ ہم انہیں نقصان بھی نہیں پہنچائیں گے۔ خاموشی کے ساتھ جہاں یہ بے چارے لے جا رہے ہیں چلے چلو۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ہم ماریا کا انتظار شہر کے اندر رہ کر بھی کر سکتے ہیں۔"

سلطان کے فوجیوں نے جو دونوں کو ایک انوکھی زبان میں بات کرتے سنا تو انہیں اور زیادہ یقین ہو گیا کہ یہ لوگ ضرور انگریزوں کے جاسوس ہیں۔ شہر کی فصیل کے قریب ایک خفیہ دروازہ تھا جو اندر سے بند تھا اور فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ باہر سے سپاہیوں نے ایک خاص لفظ بلند آواز میں دہرایا۔ یہ خاص کوڈ نمبر تھا۔ اندر سے دروازے کی چھوٹی کھڑکی کھل گئی۔ سپاہی عنبر اور ناگ کو لے کر دروازے میں داخل ہوئے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ دوبارہ بند ہو گیا۔ اندر آ کر انہوں نے دیکھا کہ چاروں طرف ریت کے بڑے بڑے بورے پڑے ہیں۔ جگہ جگہ شاہی فوج کے سپاہی پہرہ دے رہے ہیں۔ توپوں کے گولوں کے ڈھیر لگے ہیں۔ سپاہی دونوں کو لے کر شہر میں سے گزرنے لگے۔ شہر کے لوگ کچھ پریشان تھے۔ محاصرے کو کئی روز گزر گئے تھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اگرچہ شہر میں کھانے پینے کا بڑا ذخیرہ تھا، پھر بھی لوگوں میں خوف پایا جاتا تھا۔ لوگ عنبر اور ناگ کے تنگ انگریزی فیشن کے کپڑوں کو حیرانی سے دیکھنے لگے۔

انہیں سلطان ٹیپو کے قلعے والے محل کی ایک کوٹھڑی میں لے جا کر بند کر دیا گیا۔ کچھ دیر بعد انہیں ایک افسر کے سامنے پیش کیا گیا۔ عنبر نے کہا:

"ہم جاسوس نہیں ہیں۔ ہم مسلمان سیاح ہیں اور دریائے کاویری پر اپنے ایک ساتھی کی تلاش میں آئے تھے کہ سپاہیوں نے ہمیں گرفتار کر لیا۔"

مسلمان افسر نے گھور کر ان دونوں کو دیکھا۔ اسے یقین تھا کہ یہ جاسوس ہیں۔ وہ کڑک دار آواز میں بولا:

"بکواس بند کرو۔ تم جاسوس ہو۔ تمہیں موت کی سزا دی جاتی ہے۔"

عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا، گویا پوچھ رہا ہو، اب کیا کہتے ہو؟ یہ تو ہمارے مسلمان بھائی ہیں، اب کیا کریں؟

ناگ نے کہا:

"بھائی ہم جاسوس نہیں ہیں۔"

اس پر فوجی افسر نے ناگ کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ ناگ کا خون کھول اٹھا۔ وہ اس افسر کو ہلاک کرنے ہی والا تھا کہ عنبر نے چلّا کر کہا:

"ناگ خبردار، اپنے غصے کا بدلہ لینے کے لیے ہم اس مسلمان افسر کو نہیں ماریں گے۔ انتظار کرو۔"

پھر اس نے فوجی افسر کی طرف دیکھ کر کہا:

"کیا تم ہمیں سلطان ٹیپو کے پاس لے جا سکتے ہو؟"

فوجی افسر نے عنبر کے منہ پر بھی ایک تھپڑ مار دیا۔

"بدبخت، تمہیں جرأت کیسے ہوئی سلطان کا نام لینے کی؟ شاہِ معظم کہو۔"

پھر اس نے اپنے سپاہیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا:

"انہیں اسی وقت قلعے کی دیوار پر لے جا کر قتل کر دو۔"

سپاہی عنبر اور ناگ کو کھینچتے ہوئے کوٹھڑی سے باہر لے گئے۔ چار سپاہی سنگینوں والی بندوقیں اور چار سپاہی ننگی تلواریں لے کر ان کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ دونوں دوستوں کو قلعے کی فصیل کے اوپر لے جا کر کھڑا کر دیا گیا۔

عنبر نے مسکرا کر ناگ سے کہا:

"دوست، اب کیا ارادے ہیں تمہارے؟"

ناگ بولا:

"ابھی یہ لوگ ہمارے قدموں پر گرے ہوں گے۔"

شاہی فوج کے کمانڈر نے رومال اونچا کرتے ہوئے کہا:

"دونوں کی ایک ساتھ گردنیں اڑا دو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جنگ کا زمانہ تھا۔ ہر فیصلے پر اسی وقت عمل کر دیا جاتا تھا۔
دشمن کی فوجیں شہر کے سامنے پڑی تھیں۔ کسی قسم کا خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا تھا۔ دو سپاہی ننگی تلواریں لے کر عنبر اور ناگ کے پیچھے آ گئے۔ انہیں جھکا دیا گیا۔

عنبر نے کہا:

"ناگ تم اپنا آپ بچاؤ۔ جلدی۔"

ناگ نے جواب دیا:

"فکر نہ کرو۔ میں سفید عقاب بن کر اُڑنے لگا ہوں۔"

ادھر کمانڈر نے ناگ کی گردن اڑانے کا حکم دیا۔ ادھر ناگ نے ایک سانس لیا اور جب سانس چھوڑا تو وہ سفید عقاب بن کر تیزی سے اوپر فضا میں بلند ہو کر اُڑ گیا۔ تلوار والے سپاہی کی تلوار زمین پر جا کر لگی اور ٹوٹ گئی۔ ہر کوئی پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگا کہ ابھی ابھی جو جاسوس وہاں تھا کہاں غائب ہو گیا۔ سفید عقاب ان کے اوپر چکر لگا رہا تھا۔

دوسری طرف عنبر کی گردن پر جو تلوار پڑی وہ بھی اس کی سخت لوہے ایسی گردن سے ٹکرا کر دو ٹکڑے ہو چکی تھی۔ جلاد اپنے ہاتھ میں پکڑی ٹوٹی ہوئی تلوار کو بار بار دیکھ رہا تھا۔ وہاں شور مچ گیا کہ دو جادوگر پکڑے گئے ہیں۔

کمانڈر نے بندوق سیدھی کر کے عنبر پر گولی چلا دی۔ دھماکا

ہوا۔ بارود کا دھواں نکلا۔ شعلہ بلند ہوا اور گولیاں عنبر کے جسم سے ٹکرا کر نیچے گر پڑیں۔ سپاہی پریشان ہو کر ادھر ادھر ہٹ گئے۔ ہر طرف شور اٹھا کہ دو جادوگر جاسوس پکڑے گئے ہیں۔ ناگ سفید عقاب کی شکل میں ابھی تک اوپر چکر لگا رہا تھا۔ عنبر نے مسلمان کمانڈر سے کہا:

"اب آپ کو یقین آ گیا ہو گا کہ ہم جاسوس نہیں ہیں۔ بہتر ہو گا کہ آپ ہمیں سلطان معظم کے پاس لے چلیں۔ ہم ان سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتے ہیں۔"

کمانڈر جو پہلے ہی ان سے خوف کھائے ہوئے تھا، بولا:

"جناب، میں آپ کو سلطان معظم سے تو نہیں لیکن سپہ سالار اعظم سے ضرور ملا سکتا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"چلو ان سے ہی ملوا دو۔"

پھر اس نے ناگ کو اشارہ کیا۔ ناگ نیچے اتر آیا اور دوبارہ انسان کی شکل میں آ گیا۔ کمانڈر دونوں کو لے کر قلعے کے ایک خاص ہال کمرے میں آ گیا۔ یہاں اس نے سپہ سالار کو پیغام بھجوایا کہ دو مسلمان سیاح کوئی خاص پیغام لے کر آئے ہیں۔

سپہ سالار اس وقت بہت مصروف تھا۔ اس نے جواب بھجوایا کہ کل ملاقات کر سکوں گا۔ عنبر اور ناگ کو قلعے کے ایک کمرے میں پہنچا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دیا گیا — یہ کمرہ ایک پرانی طرز کی کوٹھڑی تھی جس میں دو پلنگ بچھے تھے اور پانی کی صراحی رکھی ہوئی تھی۔ ایک کھڑکی باہر جنگل کی طرف کھلتی تھی — عنبر پلنگ پر بیٹھتے ہوئے کہنے لگا:

"چلو سپہ سالار سے کل مل لیں گے اور کل ہی ہم اس سے اجازت لے کر دریائے کاویری پر جائیں گے تاکہ ماریا کا انتظار کر سکیں۔"

ناگ اپنے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا۔

"یار اگر میں جلدی نہ کرتا تو ان لوگوں نے تو میری گردن اڑا دی تھی۔"

پھر وہ عنبر کی طرف پلٹ کر بولا:

"میری سمجھ میں ابھی تک اس قبر نما انسان کا معمّا نہیں آ رہا کہ وہ کیا بلا تھی؟ اور اس نے مجھ پر کس لیے حملہ کیا تھا؟"

یہ معمّا عنبر کی سمجھ میں بھی نہیں آ رہا تھا — رات کو کھانے کے بعد بھی دونوں دوست اس قبر میں غائب ہو جانے والے بھوت کے بارے میں باتیں کرتے رہے — پھر ناگ سو گیا — عنبر ابھی تک جاگ رہا تھا — کوٹھڑی میں ایک شمع جل رہی تھی — یہ موم بتی کی شمع تھی۔ عنبر نے بھی سوچا کہ کچھ دیر سو جانا چاہیے — اس نے شمع بجھا دی — شمع کے بجھتے ہی کوٹھڑی میں اندھیرا چھا گیا اور کھڑکی سے باہر جنگل میں پھیلی ہوئی چاندنی دکھائی دینے لگی — اس جنگل میں کتنے ہی کیکر اور نیم کے درخت تھے۔ کھڑکی میں لوہے کی سلاخیں لگی تھیں۔

عنبر پلنگ پر لیٹ کر کھڑکی میں سے باہر درختوں کو دیکھنے لگا جو چاندنی میں خاموش کھڑے تھے۔ ہوا بند تھی اور فضا میں گرمی اور حبس ہو رہا تھا — ناگ آہستہ آہستہ خراٹے لینے لگا تھا — عنبر بھی سونے کی تیاری کرنے لگا کہ چلو سو کر ہی رات گزار دیں۔ آنکھیں بند کرنے سے پہلے اس نے کھڑکی میں سے باہر چاندنی میں دیکھا کہ ایک سایہ کھڑکی کی طرف بڑھ رہا ہے — وہ ہوشیار ہو گیا — یہ کون آ رہا ہے؟ اس نے سوچا اور غور سے باہر درختوں میں دیکھنے لگا۔

سایہ درختوں میں غائب ہو گیا تھا — عنبر ٹکٹکی باندھے تکتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد سایہ درختوں میں سے نکل آیا — یہ وہی قبر نما انسان تھا۔ اس نے دونوں لمبے بازو آگے بڑھائے ہوئے تھے۔ گردن پر کی جگہ قبر کا کتبہ لگا تھا اور وہ ایک بھوت کی طرح کھڑکی کی طرف بڑھ رہا تھا — عنبر پلنگ سے اٹھ کر کھڑکی کے ایک طرف چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی وہ بھوت ہے جس کا ذکر ناگ نے کیا تھا اور جو ناگ کو ہلاک کرنے آ رہا تھا — قبر نما انسان کھڑکی کی سلاخوں کے پاس آ کر رک گیا — پھر اس نے دونوں ہاتھ کھڑکی کی سلاخوں پر رکھے اور آہستہ سے انہیں ایک طرف کھینچا — لوہے کی مضبوط سلاخیں موم بتی کی طرح ایک طرف مڑ کر ٹوٹ گئیں — اب عنبر اچانک دیوار سے نکل کر سامنے آ گیا — قبر نما انسان اس کے بالکل سامنے کھڑکی کے باہر کھڑا تھا — اس کی گردن پر جو کتبہ لگا تھا اس کتبے پر ایک کالا بچھو رینگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہا تھا۔ عنبر نے قبر نما انسان پر حملہ کرنے کے لیے ہاتھ باہر نکالے ہی تھے کہ ایک بھیانک چیخ مار کر قبر نما انسان پیچھے ہٹا اور پیچھے ہٹتا ہٹتا درختوں میں غائب ہو گیا۔ چیخ کی آواز سن کر ناگ جاگ پڑا۔

"یہ کس کی آواز تھی؟" اس نے بڑبڑاتے ہوئے پوچھا۔

عنبر نے کہا:

"وہی قبر والا آدمی تھا۔"

- قبر نما انسان نے ناگ سے کیسے انتقام لیا؟
- کیا وہ ناگ کی گردن کاٹ سکا؟
- ماریا اس قبر نما انسان کی قید سے کیسے آزاد ہوئی؟
- عنبر اور ناگ نے سلطان ٹیپو سے کیا کہا؟
- اور پھر یہ لوگ کس طرف روانہ ہوئے؟

ان تمام سوالوں کے جواب آپ عنبر ناگ ماریا کی واپسی سیریز کی اگلی قسط نمبر ۲۰ لکشمی دیوی کا انتقام میں پڑھیں گے۔

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے قسط نمبر ۲۰ طلب کریں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قدم قدم حیرانی

ہر موڑ پہ نئی کہانی!

عمران ریحان ایڈونچر

"موت کے تعاقب کی واپسی" کے مشہور مصنف اے حمید کا ایک نیا سلسلہ

درج ذیل کتب شائع ہو چکی ہیں:

۱	لنڈی کوتل کا بھوت	۵/-	۲	مفرور قیدی	۵/-
۳	ہینڈز اپ	۵/-	۴	ہیروں کے چور	۵/-
۵	شاہی تاج کی چوری	۵/-	۶	خونی راز	۵/-
۷	آدھی رات کو فرار	۵/-	۸	خفیہ ڈائری کی تلاش	۵/-

ئندہ شائع ہونے والی کتب:

۹	جب ہمیں عمر قید ہوئی	۵/-	۱۰	بند کمرے کا راز	۵/-
۱۱	پیرس کا جاسوس	۵/-	۱۲	ایلا، سکالا اور حبشی دادا	۵/-
۱۳	کے۔جی۔بی کے جاسوس	۵/-	۱۴	موت کی چٹانیں	۵/-
۱۵	بارود کی موت	۵/-	۱۶	سنڈریلا اور مسٹر ڈی کارلو	۵/-

PDFBOOKSFREE.PK

مکتبہ نیا اقرأ۔ ۱۴۔ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸